REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-25

جلد ۴۴

شمارہ ۴۰

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴ ۱۳۲۵ھ

۹ ر جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری ۔ ۵ ر اخاء ۱۳۷۴ ہش ۔ ۵ ر اکتوبر ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۴ ر اکتوبر (ایم. ٹی. اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

اَللّٰھُمَّ ایدا امامنا بروح القدس وَ متعنا بطول حیاتہ و بارک فی عمرہ وامرہٖ۔

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے

"توبہ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان زبان سے توبہ توبہ کہہ لیوے بلکہ ایک شخص تائب اس وقت کہا جاتا ہے کہ گذشتہ حالت پر سچے دل سے نادم ہوکر آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ پھر یہ کام نہ کرے گا اور اپنے اندر تبدیلی کرتا ہے اور جن شہوات عادات وغیرہ کا وہ عادی ہوتا ہے ان کو چھوڑتا ہے اور تمام یار دوست، گلی کوچے اسے ترک کرنے پڑتے ہیں کہ جن کا معاصی کی حالت میں اس سے تعلق تھا۔ گویا توبہ ایک موت ہے جو وہ اپنے اوپر وارد کرتا ہے جب ایسی حالت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ گناہ کے ارتکاب میں ایک حصہ قضاء قدر کا ہے کہ بعض اندرونی اعضاء اور قویٰ کی ساخت اس قسم کی ہوتی ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہو پس اس لئے ضروری تھا کہ ارتکاب معاصی میں جس قدر حصہ قضاء قدر کا ہے اس میں خدا تعالیٰ رعایت دیوے اور اس بندے کی توبہ قبول کرے اور اسی لئے اس کا نام توّاب ہے۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۴ صفحہ ۲۶۶ - ۲۶۷ مورخہ ۱۱ ر ستمبر ۱۹۰۳ء)

"مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بے خوف نہ ہو اور ہر وقت توبہ اور استغفار کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گذشتہ بدیوں کے برے نتائج سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ (البقرہ: ۲۲۳) سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف رہے اس طرح پر خدا کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا اور پھر اس پر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۷۵)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ ر دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل - بدھ - جمعرات کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ نیز جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر - نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵ اخاء ۱۳۷۴ ہش

کچھ گزارشات عیسائی بھائیوں سے

(۱)

ماہنامہ "مسیحی دُنیا" نئی دہلی اگست ۱۹۹۵ء کی ایک خبر ذیل میں ملاحظہ فرمایئے ماہنامہ رقمطراز ہے:

"محاورہ ہے کہ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یعنی کفر اگر کعبہ سے اُٹھ کھڑا ہوا تو اسلام کہاں رہے گا۔ یہی بات اب ہندوستانی اور پاکستانی مسیحیوں پر آرہی ہے۔ چرچ آف انگلینڈ کے ہیڈ آرچ بشپ کنٹربری ڈاکٹر کیری پچھلے دنوں ہندوستان آئے تھے ان کا سواگت کچھ لڑکیوں نے ہندو آرتی کرتے ہوئے کیا لیکن بیاہ شادیوں میں ہندوانہ رسومات منگل سوتر کنیادان سات پھیرے وغیرہ اپنانے والوں میں کسی نے اعتراض نہ کیا۔ جالندھر کینٹ میں مسیحی مضمون نگار ایڈیٹر کیلیب رسیح عمر بھر غیر مسیحانہ رسومات اپنانے کی مخالفت کرتے رہے مگر کسی نے ان کی نہ سنی۔

اب... انہی آرچ بشپ کنٹربری ڈاکٹر کیری نے انگلینڈ کے بعض پادری صاحبان کے مطابق مقدس بائبل کو پھاڑ کر رکھ دیا ہے لیکن کوئی آواز اُٹھانے والا نہیں سمجھتے وہ خدا کے دس حکموں کو کیوں بھول رہے ہیں تو ز زنا نہ کر (خروج ۲۰ استثناء ۵) چرچ صلاحکار بورڈ نے کہا ہے کہ شادی کے بغیر میاں بیوی بن کر رہنا اب گناہ نہ سمجھا جائے اور چرچ کو ایسے غیر شادی شدہ بے نکاح جوڑوں کا سواگت کرنا چاہیئے اور زناکاری کے ان کے گناہ پر دھیان نہ دینا چاہیئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنا اور بدمعاشی کرنا بھی بُرا نہ سمجھا جائے کیونکر ایسوں میں سے کچھ لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند بنتے ہیں۔ بورڈ کے پریذیڈنٹ باتھ اور ویلز کے بشپ تھامس ہیں انہوں نے کہا کہ مسیحی شادی اچھی بات ہے لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے اور مختلف حالات میں مختلف باتیں ہو رہی ہیں لہذا چرچ کو بھی بدلنا چاہیئے۔ آرچ بشپ کنٹربری ڈاکٹر کیری نے اس رپورٹ کا سواگت کیا ہے۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا نے یہ خبر ڈاکٹر کیری کی تصویر کے ساتھ شائع کی ہے جبکہ اخبار ہندوستان ٹائمز نے اس کا عنوان ——— "LIVING IN SIN IS NO SIN" دیا ہے:

ماہنامہ مسیحی دنیا کی مذکورہ خبر سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:۔

• — چرچ آف انگلینڈ کے ہیڈ آرچ بشپ اور انگلینڈ کے کئی پادری صاحبان زناکاری کو گناہ نہیں سمجھتے

• — ان کے نزدیک شادی کے بغیر میاں بیوی بن کر رہنا گناہ نہیں

• — غیر شادی اور بے نکاح جوڑوں کے زناکاری کے گناہ پر دھیان نہیں دینا چاہیئے۔

• — مرد مرد اور عورت عورت تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔

• — مسیحی شادی اچھی بات ہے لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے لہذا چرچ کو بھی بدلنا چاہیئے۔

• — بقول رسالہ مسیحی دنیا ایسا کہہ کر چرچ آف انگلینڈ نے بائیبل کو پھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ عہد نامہ قدیم کی شریعت میں صاف لکھا ہے کہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

— لیکن اس موقع پر ہمارا کہنا یہ ہے کہ چرچ آف انگلینڈ نے کوئی بری بات نہیں کہی انہوں نے دراصل انجیل کی اس تعلیم کے مطابق ہی عمل کیا ہے جس میں احکام شریعت کو لعنت قرار دے کر مسیح کا شکریہ ادا کیا گیا ہے کہ اُس نے شریعت کی لعنت سے عیسائیوں کو چھٹکارا دلا دیا ہے۔"

• — عہد نامہ جدید کی کتاب گلتیوں کو غور سے پڑھو اس میں صاف لکھا ہے۔

"شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں" پھر لکھا ہے:۔

"مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا۔"

(گلتیوں ۳ — ۱۲-۱۳)

اسی طرح لکھا ہے:۔

"راستبازی اگر شریعت سے ملتی ہے تو مسیح عبث ہے۔"

(گلتیوں ۲۰-۲۱)

رومیوں میں لکھا ہے۔

"خدا کی راستبازی اب شریعت کے بغیر ظاہر ہوئی ہے۔"

(رومیوں ۳ — ۲۲)

اعمال میں لکھا ہے:

"پس اے بھائیو! یہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اسی کے وسیلے تم کو گناہوں کی معافی کی خبر دی جاتی ہے (یعنی مسیح کے ناقل)۔ بلکہ اسی سے ہر ایک جو ایمان لاتا ہے اُن سب باتوں سے جن سے تم موسیٰ کی شریعت کی رُو سے بے گناہ نہیں ٹھہر سکتے تھے بے گناہ ٹھہرتا۔

(اعمال ۱۳-۳۸ : ۳۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ شریعت جس کو عہد نامہ جدید میں لعنت قرار دیا گیا ہے۔ اور جس شریعت پر عمل کئے بغیر اب گناہ کی معافی کی خوشخبری دی جا رہی ہے وہ شریعت کس چیز کو لعنت کہتی ہے ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔ استثناء میں لکھا ہے۔

"وہ جو اپنے باپ کی جورو کے ساتھ ہمبستر ہو اس پر لعنت کیونکہ اس نے باپ کا دامن اکھاڑا۔ سب جماعت کہے آمین جو کوئی کسی قسم کے چار پائے کے ساتھ جماع کرے اس پر لعنت سب جماعت کہے آمین۔ جو کوئی اپنی بہن کے ساتھ جو اپنی ماں کی بیٹی یا اپنے باپ کی بیٹی ہو ہمبستر ہو اس پر لعنت سب جماعت کہے آمین

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ارشادِ نبوی ﷺ
السَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
(بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو)
- (منجانب) -
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ - بیسٹو لین کلکتہ - ۱ ۰۰۰ ۷۰
فون نمبر:۔
۲۲۶۵۲۲۲
۲۲۸۱۶۵۲
۲۲۹۴

رزاکتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
Ph- 04524 - 649.

خطبہ جمعہ

مقابلے کے وقت جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹ کا سہارا نہ لینا یہ دلائل میں قوّت اور عظمت پیدا کرنے والی بات ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۳۰ جون ۱۹۹۵ء مطابق ۳۰ احسان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِیَۃٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّیۡلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَ مِمَّا یُوۡقِدُوۡنَ عَلَیۡهِ فِی النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡیَۃٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ الۡبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡكُثُ فِی الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ (سورۃ الرعد: ۱۸)

پھر فرمایا:-

اس آیت کے مضمون پر روشنی ڈالنے سے پہلے یا اس آیت سے اس مضمون کی روشنی حاصل کرنے سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گوئٹے مالا کا چھٹا سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے اور یہ تین دن جاری رہ کر ۲ جولائی کو اختتام پذیر ہوگا اسی طرح آج ہی یو کے کی مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے اسلام آباد میں اس وقت یہ اجتماع ہو رہا ہوگا اور یہ بھی تین دن جاری رہے گا تو ان دونوں کی طرف سے اس خواہش کا اظہار تھا کہ ان کا ذکر خیر اس خطبے کے موقع پر کر دیا جائے۔ گوئٹے مالا نے مزید یہ لکھا ہے کہ آج ہمارے لئے اس لحاظ سے بھی تاریخی دن ہے کہ اس سے پہلے اگرچہ باقی اور گرد کے ممالک میں تو ٹیلی ویژن کے ذریعے آپ سے رابطہ قائم ہو گیا تھا مگر ان کے لئے کچھ دقتیں تھیں جس کی وجہ سے اب تک وہ ٹیلی ویژن کے ذریعے عالمی احمدیہ سروس میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ کہتے ہیں آج پہلی دفعہ اللہ کے فضل سے ہماری دقتیں دور ہو گئی ہیں اور ہم اس وقت ایم ٹی اے کے ذریعے آپ لوگوں کو دیکھ رہے ہیں اور جو پہلے پروگرام جاری ہوئے تھے وہ شامل ہیں اس میں اور اب جو خطبہ ہو رہا ہے کہتے ہیں اس کو بھی ہم دیکھ رہے ہوں گے اس لئے خصوصیت سے آپ ہمیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھیں اور السلام علیکم کہیں۔ پس میں آپ سب کو محمد اکرم صاحب عمر جو امیر ہیں گوئٹے مالا کے ان کو بھی۔ ڈاکٹر جمال الدین صاحب ضیاء کو بھی، طوماس لوئیس جو مقامی احمدی ہیں ماشاء اللہ مخلص ہیں۔ اکرم خالد صاحب لوکاس صاحب، طاہر عبد اللہ اور ان کے بیٹے جو امریکہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں اس وقت، یونائیٹڈ اسٹیٹس سے آئے ہوئے ہیں اور ڈش انٹینا ٹھیک کروانے میں ان کی کوششوں کا بڑا دخل ہے اسی طرح بشریٰ رشید صاحبہ بھی وہاں مستورات ہیں بچگان ہیں ان سب کو میں اپنی طرف سے بھی اور آپ سب کی طرف سے بھی محبت بھرا اسلام پیش کرتا ہوں اور اس عالمی تقریب میں شمولیت پر مبارکباد دیتا ہوں۔

اسی طرح روز مرّہ اللہ کے فضل سے یہ سلسلہ پھیلتا جا رہا ہے صرف احمدیوں ہی میں نہیں بلکہ غیر احمدیوں میں بھی ایم۔ ٹی اے کی مقبولیت بہت بڑھ رہی ہے اور اس کے نتیجے میں پھر مخالفتیں بھی شروع ہو گئی ہیں۔ ایسے ممالک میں جہاں کے اخبارات میں احمدیت کا ذکر ہی کوئی نہیں آتا تھا جب سے لوگوں نے ایم ٹی اے کے ذریعے رابطہ قائم کیا ہے اور اپنے تاثرات ماحول میں بیان کرنے لگے ہیں اس وقت سے وہاں بھی مخالفتوں کا زور اٹھ کھڑا ہوا ہے اور یہ جو پہلو ہے تبلیغ کا اور مخالفت کا یہی وہ پہلو ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے اور اس کے فوائد پر بھی اسی آیت نے روشنی ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انزل من السماء ماء فسالت اَوۡدِیَۃٌۢ بِقَدَرِهَا" بظاہر تو لفظی ترجمہ ماضی کا ہے کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ مگر اگلا مضمون بتا رہا ہے کہ یہ ایک جاری سنت کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ ترجمہ کرنا نہ صرف جائز بلکہ سیاق و سباق کے عین مطابق ہوگا کہ اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے "فسالت اودیۃ بقدرها" وادیاں اپنے اپنے ظرف کے مطابق بھر جاتی ہیں اور بہہ پڑتی ہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ آنکھیں جاری ہو گئیں تو مراد یہ ہے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب کہتے ہیں کہ وادیاں بہہ نکلیں تو مراد ہے کہ اتنا پانی آیا کہ وادیوں میں پانی کے دریا بہہ پڑے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر وادی اپنی توفیق کے مطابق بھرتی ہے اور بہنے لگتی ہے۔ "فاحتمل السیل زبدا رابیا" اور یہ جو سیلاب ہے یہ جھاگ بھی بہت اٹھاتا ہے۔ ایسی جھاگ جس کے اندر اوپر آنے کی خاصیت ہے۔ جو اس کے نیچے پانی ہے یا اور زرعی معدنیات ہیں یا زرخیز مٹی جو پانی میں گھلی ہوئی ہے اس سب کو وہ جھاگ ڈھانپ لیتی ہے دیکھنے میں ایک جھاگ کا طوفان دکھائی دیتا ہے۔ فرمایا۔ "مما یوقدون علیه فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ" وہ سب چیزیں جن کے زیور بنانے کی خاطر یا اور قیمتی سامان بنانے کے لئے یہ استعمال کرتے ہیں اور ان پر آگ پھونکتے ہیں اور آگ پھونک کر پگھلاتے ہیں ان کو۔ ان چیزوں میں سے بھی ایک جھاگ اٹھ کر اوپر آ جاتی ہے "فاما الزبد فیذهب جفاء" پس جو جھاگ ہے وہ تو ضائع چلی جاتی ہے اس کو تو سنار بھی ایک طرف کر کے پھینکتا چلا جاتا ہے "و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" اسی طرح آسمان سے جب پانی اترتا ہے اس پر بھی جھاگ اٹھتی ہے وہ ضائع چلی جاتی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن جو فائدہ پہنچانے والی چیزیں ہیں آسمان سے بارشوں کے ساتھ اترتی ہیں یا زمین میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں "فیمکث فی الارض" وہ باقی رکھی جاتی ہیں وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہیں۔ پس جھاگ کا نظارہ تو آنی جانی ہے ایک فانی سا قصہ ہے ادھر جھاگ اٹھی ادھر سوکھ کر یا ویسے ہی

ہوا اڑا کر لے گئی یا ضائع ہو گئی۔ سمندر کے کنارے، دریاؤں کے کنارے طغیانیوں کے بعد ایسی جھاگ شکلوں اور خس و خاشاک سے بھری ہوئی یا اور گندگیوں کے ساتھ ملوث آپ کو ملتی ہے لیکن کبھی کوئی اس طرف توجہ نہیں دیتا چند دن میں پھر وہ جھاگ نظر سے غائب ہو جاتی ہے۔ ہاں جو سیلاب میں فائدہ پہنچانے والی چیزیں ہیں وہ زرخیز مٹی پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور بہت سی چیزیں ہیں، قیمتی معدنیات جو اس کے ساتھ آتی ہیں اور آسمان کی بجلی سے جو زرخیزی پیدا ہوتی ہے سیلاب کے پانی میں وہ بھی شامل ہو جاتی ہے اور وہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو باقی رہتی ہیں اور زمین کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ یہ جو بارش ہے یہ ایک دن میں اس سے زیادہ کھاد بنا دیتی ہے جتنی ساری دنیا کے تمام کارخانے مل کر جو بناتے ہیں اس سے زیادہ ایک دن میں بارشوں کے نتیجے میں جو آسمانی بجلی سے کھاد بنتی ہے وہ زیادہ ہوتی ہے تو تمام تر بناؤ آسمان پر ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ" اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے اس پر غور کرو تو تمہیں سمجھ آئے گی حق کیا ہے باطل کیا ہے اور حق اور باطل کا آپس میں کیا رابطہ ہے "وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ" اسی طرح اللہ امثال پیش کیا کرتا ہے۔

میں گزشتہ خطبے میں بھی یہ مضمون بیان کر چکا ہوں کہ حق کا تبلیغ سے بہت گہرا تعلق ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی ہے اس میں دراصل کامیاب دعوت الی اللہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور ان مخالفتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو آسمان سے پانی اترنے کے نتیجے میں ضروری ہوتی ہیں اور نقشہ ایسا خوبصورت کھینچا گیا ہے کہ اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جہاں یہ شور پڑے گا وہیں فائدہ بھی ہوگا جہاں خاموشی رہے گی وہاں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ فرماتا ہے "فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌۢ بِقَدَرِھَا" وادیاں اپنی اپنی توفیق کے مطابق سیلاب دکھاتی ہیں بارش تو ہر جگہ برابر اترتی ہے لیکن جن وادیوں میں یہ توفیق ہے کہ اس کے پانی کو سمیٹیں اور پھر زور سے بہائیں وہاں یہ نظارے دیکھتے اور جہاں یہ نظارہ نہیں دیکھتے وہاں کوئی خاص باقی رہنے والا فائدہ بھی دکھائی نہیں دیتا پس اس میں جو EXCITEMENT کا نقشہ کھینچا گیا ہے ایک ہنگامے کا، ایک شور کا ایک جوش و خروش کا وہ تبلیغ کے مضمون پر بعینہٖ چسپاں ہوتا ہے جن علاقوں میں ٹھنڈا ٹھنڈا معاملہ چلا آ رہا تھا سالہا سال سے۔ بعض علاقوں میں پچاس سال سے کوئی شور نہیں تھا اور کوئی تبلیغ نہیں ہو رہی تھی جب شور پڑا ہے تو پھر جھاگ بھی اٹھی ہے اور یہ جھاگ پانی پہ تو دکھائی نہیں دیتی مگر مخالف ملاں کے منہ پر دکھائی دیتی ہے واقعی طیش میں آکر جو تقریریں پھینکتے ہیں تو منہ سے جھاگ برس رہی ہوتی ہے اور یہ نقشہ جو ہے روحانی طور پر یہ کس طرح جھاگ دکھائی دیتی ہے وہ آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے جہاں یہ جھاگ دکھاتے ہیں اور جوش دکھاتے ہیں ان کی جھاگیں تو ضائع چلی جاتی ہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جوش و خروش کے نتیجے میں زرخیز مٹی ضرور اٹھتی ہے اور وہ زمین کو فائدہ پہنچانے لگتی ہے اور بہت سے قیمتی اجزاء جو انسانی سوسائٹی میں مدفون ہوتے ہیں وہ صلاحیتوں کی طرح ہیں ان میں بڑی اچھی اچھی صلاحیتیں ہیں لیکن عملاً حرکت میں نہیں آ رہی ہوتیں۔ جب یہ مخالفت کا جوش اٹھتا ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ ایک سیلاب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے تو وہ دبی ہوئی صلاحیتوں کے مالک اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ پھر مستقل زمین کا فائدہ دینے والا حصہ بن جاتے ہیں

یہی حال اس وقت ساری دنیا میں تبلیغ میں دکھائی دے رہا ہے کوئی بھی استثناء نہیں۔ جہاں جہاں بھی یہ مہمات چلی ہیں وہاں مخالفت کا شور بھی اٹھا ہے وہاں تکلیفیں بھی پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے اور کئی جگہ پہنچائی گئی ہیں مگر یہ جھاگ جو ہے یہ نقصان کوئی نہیں پہنچا سکی آہستہ آہستہ ایک کنارے لگ گئی یا نکل چلی جا رہی ہے لیکن تبلیغ کے نتیجے میں، ان علاقوں کی جو مخفی صلاحیتیں تھیں وہ مدفون تھیں، ایک طرح سے ان کو سیلاب نے اٹھایا ہے اور اٹھا کر پھر ان کا انتشار کیا ہے جو زرخیز وادیاں نہیں تھیں وہاں

ہر داعی الی اللہ کو اپنے اندر سچائی کے معیار کو بلند کرنا ہوگا اور یہ اگر سچائی کا معیار روزمرہ کی زندگی میں آپ کے اندر آپ کے ماحول میں، آپ کے گھروں میں موجود نہیں ہے تو تبلیغ کے موقعہ پر کبھی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔۔۔!

بھی پہنچا دیا ہے۔ یہ سلسلہ اب چل نکلا ہے اور اس زور سے کل عالم میں رونما ہو رہا ہے کہ واقعۃً بعض علاقوں میں سیلاب کی سی کیفیت ہے جو رپورٹیں آ رہی ہیں ان سے آدمی یہ پڑھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ وہ جگہیں جہاں گزشتہ پچاس سال میں دس ہزار بھی احمدی نہیں ہوئے تھے وہاں چند مہینے کے اندر اندر پچاس پچاس ہزار ہو گئے ہیں اور بعض جگہ ایک لاکھ سے اوپر چلے گئے ہیں۔

وہی علاقے ہیں، وہی لوگ ہیں آسمان کا پانی بھی تھا لیکن یہ سیلاب کی سی کیفیت نہیں تھی کیونکہ "قَدَرِھَا" کی شرط پوری نہیں ہوئی تھی آسمان سے جو پانی اترتا ہے اس سے وادی اپنی حیثیت اور توفیق کے مطابق لے کر پھر اس کا سیلاب بناتی ہے جن دلوں میں وہ نازل ہوا ہے وہ تو مومن دل ہی ہیں اگر ان میں کوئی ہنگامہ نہ ہو ان میں وہ پانی بھر کر ایک سیلاب کی کیفیت پیدا نہ کرے تو وہ فوائد جو قرآن کریم کی آیت ہمارے سامنے رکھ رہی ہے یہ حاصل نہیں ہو سکتے پس وہ جو ایک EXCITEMENT کی کیفیت ہوتی ہے جو انقلاب برپا کیا کرتی ہے اور ٹھنڈے ٹھنڈے دل جو ہیں ان سے کبھی بھی دنیا میں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا کہ ؎

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

تو تبلیغ میں دیوانگی کی جو ضرورت ہے یہ اسی لئے ہے کہ اس سے EXCITEMENT پیدا ہوتی ہے اور EXCITE ہوئے بغیر نہ آپ تبلیغ کا حق ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں نہ لوگوں میں توجہ پیدا ہوتی ہے دیوانگی سے ہوتی ہے جب ایک جوش پیدا ہو جائے تو آپ کے ساتھ علاقہ جاگ اٹھتا ہے مولوی جو دبے بیٹھے تھے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور یہی منظر سامنے آتا ہے جو قرآن کریم کی یہ آیت کھینچ رہی ہے پس "قَدَرِھَا" کا مضمون بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اپنی توفیق کو بڑھاؤ اور اپنی توفیق میں سیلاب پیدا کرنے کی صلاحیت داخل کرو اگر تمہارے اندر سیلاب آ گیا تو پھر علاقے پر یہ ضرور اُمڈے گا اور یہ چیزیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں لازماً پیدا ہوں گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو ایک چھوٹی سی وہ کٹھالی جس میں سُنار سونے کو یا قیمتی دھاتوں کو پگھلاتا ہے چھوٹی سی چیز کے اندر بھی تو سیلاب آ جاتا ہے اور ہوتا وہی ہے جیسے آسمانی پانی کے اترنے سے سیلاب کے نتیجے میں ہوتا ہے جھاگ وہاں بھی پیدا ہوتی ہے لیکن وہ EXCITEMENT کے ذریعے ہے اب جتنے بھی SCIENTISTS ہیں وہ جانتے ہیں کہ خواہ وہ فزیکل ری ایکشن ہو یا کیمیکل ہو جب تک مالیکیولز اور ایٹمز ایکسائیٹڈ سٹیٹ میں نہ ہوں اس وقت تک ری ایکشن نہیں ہو سکتا جتنے ٹھنڈے ہوں گے اتنا ہی ری ایکشن کم ہوتا چلا جائے گا

یہاں تک کہ ایک ایسا ٹمپریچر آجاتا ہے جس میں جا کر آپس میں وہ ایک دوسرے پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی لئے جب درجہ حرارت کو بڑھا دیا جاتا ہے تو زیادہ تیز ہو جاتے ہیں۔ پس یہ جو درجہ حرارت کا گرنا ہے ایک ایسی حد تک پہنچ جانا اس میں پھر ACTIVITY نہ رہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جو کیمیائی مادے ہیں جن میں ماحول کو تبدیل کرنے کی طاقت ہے ان میں وہ صلاحیت رہی نہیں۔ وہ مومن جو حقیقت میں مومن ہیں جو آسمان سے اترنے والے پانی کے نگران مقرر کئے گئے، نگہبان بنائے گئے ان کا درجہ حرارت اگر گر جائے تو وہی کیفیت ہوگی جو UNEXCITED STATE میں کیمیکلز کی ہوتی ہے درجہ حرارت گر گیا ہے مادوں میں صلاحیت تو ہے کہ ساتھ کے کیمیکلز سے ری ایکٹ (REACT) کرے اور کچھ اور بنا دے مگر جان ہی نہیں تو حرکت کیسے کرے گی۔ پس جتنی بھی دنیا میں تبلیغ کرنے والی جماعتیں ہیں ان کا ایکسائیٹ ہونا بہت ضروری ہے اور سیلاب کی کیفیت بھی یہی EXCITEMENT دکھائی دیتی ہے۔ اور قرآن کریم نے جو دوسری مثال دی ہے وہ پانی کے برعکس ہے۔ ایکسائٹ منٹ دو طرح سے ہوتی ہے ایک آسمان سے پانی اترنے کے نتیجے میں اور پانی کا اپنا ایک جوش ہے اور دوسرے آگ کا جوش ہے۔

دوسری مثال آگ کے جوش کی دی ہے کہ وہ اس پر پھونکتے ہیں پھونکنیاں بنا کر ان پر آگ پھونکتے ہیں کہ کس طرح اس مادے میں حرکت ہو اور جو کھوٹ ملا ہوا ہو سونے میں وہ جھاگ کے ساتھ ایک طرف ہو جائے اور جو اصلی قیمتی چیز ہے وہ ایک طرف ہو جائے۔ پس جماعت احمدیہ میں اس قسم کی ہل چل پیدا کرنے کا دور ہے اور جن جن جماعتوں میں سستی ہے، غفلت ہے، وہاں جو بھی ذریعہ اختیار کریں وہاں EXCITEMENT بہرحال پیدا کرنی ہوگی۔ کہتے ہیں پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی پھر انقلاب ہوا کرتا ہے۔ کبھی ٹھنڈے دلوں سے بھی انقلاب ہوا ہے؟ پس اب سمجھ آئی حکمت کہ خدا اپنے نبیوں کو مجنون کیوں کہلانے دیتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے اندر واقعۃً ایک مقصد کے لئے جنون کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے کہ اگر انبیاء میں یہ کیفیت نہ ہو تو ماحول میں ایکسائٹمنٹ نہیں پیدا کر سکتے اور ہلا جلا کر ان کے اندر ایک طوفانی کیفیت برپا نہیں کر سکتے۔

جتنی بھی دنیا میں تبلیغ کرنے والی جماعتیں ہیں ان کا EXCITE ہونا ضروری ہے

پس اصل راز، حقیقی راز کمزور اور غافل جماعتوں کا یہی ہے کہ ان کو کسی طرح سے متحرک کر دیں۔ ان میں اضطراب پیدا کر دیں یہ وہ اللہ کے شیر ہیں کہ جب جاگ اٹھیں گے، اضطراب ہوگا تو پھر قانون ضرور جاری ہوگا کہ "جاء الحق وزھق الباطل" حق آگیا اور باطل نے تو بھاگنا ہی بھاگنا ہے۔ پس بعض دفعہ حق موجود بھی ہو تو آیا نہیں ہوتا۔ جب آتا ہے تو اس وقت جب بیدار ہو جاتا ہے۔ جب اس کو اپنی حیثیت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ میں کیا ہوں، جب وہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ سوئے ہوئے شیر سے تو کوئی نہیں ڈرتا۔ ہاں جو جاگ جائے اور غرانے لگے یا دھاڑنے لگے اس سے جنگل دہل جاتا ہے۔ پس ہندوستان میں بھی اور دوسرے علاقوں میں بھی جہاں مدتوں سے تبلیغ میں ایک قسم کا جمود طاری تھا۔ بعض علاقے ہی بالکل خالی تھے جب کہتے تھے کہ تبلیغ کرو تو کہتے تھے یہاں تو ماحول ہی نہیں ہے سننا ہی کوئی نہیں۔ اب عجیب انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ وہ جماعتیں جو گزشتہ سو سال ایک دو تین ہزار سے زیادہ نہیں ہوئیں اب وہاں دس دس ہزار کی تعداد میں نئے احمدی ہو چکے ہیں اور یہ نقشہ ہر جگہ پیدا ہو رہا ہے۔ انگلستان میں بھی ہو سکتا ہے اور ہو چکا ہے۔ انگلینڈ میں ہی لندن میں ایک ایسی جماعت ہے جس میں ایکسائٹمنٹ ہے، وہ بیدار ہے، وہ متحرک ہے، وہ ایک سیلاب کی سی کیفیت پیدا کر رہی ہے اور دیکھتے دیکھتے وہاں کے پرانے احمدیوں کے مقابل پر نئے احمدی دس گنا زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ اب وہ جماعت ہی دراصل نو احمدیوں کی جماعت بن گئی ہے۔ پس اگر یہ لندن میں ہو سکتا ہے تو ہارٹلے پول میں کیوں نہیں ہو سکتا اور باٹلے BATLEY میں کیوں نہیں ہو سکتا اور بریڈ فورڈ میں کیوں نہیں ہو سکتا۔ اور برمنگھم میں کیوں نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے، خدا کی یہ بات بہرحال سچی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حق اور باطل کی یہ جو مثال ہم بیان کر رہے ہیں اس میں حکمتیں ہیں اس پر غور کرو۔ حق تو ہے تمہارے پاس لیکن سویا ہوا حق نہیں چاہیئے، ٹھنڈے مزاج کا حق نہیں چاہیئے، اٹھ کھڑا ہو، بیدار ہو جائے، اس میں ہیجان پیدا ہو جائے پھر دیکھو کہ کس طرح غیر پر غالب آتا ہے۔ اور اس سلسلے میں جب حق اٹھتا ہے تو اس کے ساتھ کچھ اور صفات کی ضرورت پیش آتی ہے اور قرآن کریم نے ان صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے "وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" جب بیداری پیدا ہوتی ہے، جھاگ اٹھتی ہے تو مثال تو وہ دی گئی ہے جس میں کوئی حسی چیز میں تکلیف محسوس کرنے کا مادہ نہیں ہے۔ اور جب زندہ چیزوں پر اس کی مثال اطلاق پاتی ہے تو پھر تکلیف بھی پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو جوش میں جوش دکھاتے ہیں ایک مقابل کا طوفان اٹھا لاتے ہیں۔ اور وہ طوفان قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ جھوٹ کا ہوتا ہے۔ باطل کا طوفان برپا کرتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اس کے ذریعے حق کو دبا دیں تو ایک بڑی شدید جدوجہد شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت پھر اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے، فرمایا پہلے تم اپنا حق ادا کرو پھر معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔ حق حق کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا یہ قطعی بات ہے۔ اللہ کا ایک نام حق ہے۔ تم حق کے پجاری ہو جاؤ، حق کے انصار بن جاؤ، حق کی خاطر اپنے آپ کو جھونک دو اور یاد رکھو کہ تمہارے لئے جو خطرات ہوں گے اللہ ان میں تمہارا نگران ہوگا، تمہارا محافظ ہوگا، تمہیں کامیابی سے نکال لانے والا ہوگا۔ پھر ان میں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اس سے پہلے ایک صبر کا دور ہے فرمایا "وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر" وہ حق کی نصیحت کرتے ہیں اور حق سے نصیحت کرتے ہیں۔ صبر کی نصیحت کرتے ہیں اور صبر سے نصیحت کرتے ہیں۔ یہ "ب" کا لفظ بیک وقت دونوں معانی پیدا کر گیا۔ حق کی خاطر جھوٹ نہیں بولتے پہلا یہ مضمون ہے۔ جب حق کی نصیحت کرتے ہیں تو اپنی نگرانی کرتے ہیں کہ وہ حق کو غالب کرنے کی خاطر ہرگز کسی قسم کا جھوٹ نہ بولیں اور یہ ایک بہت ہی اہم شرط ہے کامیاب داعی الی اللہ کے لئے۔

اللہ کا ایک نام حق ہے۔ تم حق کے پجاری ہو جاؤ، حق کے انصار بن جاؤ، حق کی خاطر اپنے آپ کو جھونک دو اور یاد رکھو کہ تمہارے لئے جو خطرات ہونگے اللہ ان میں تمہارا نگران ہوگا تمہارا محافظ ہوگا تمہیں کامیابی سے نکال لانے والا ہوگا

میرا وسیع تجربہ ہے کہ وہ لوگ جو سچے ہوں وہ تھوڑی بات بھی

ہمیں تو ان میں زیادہ طاقت ہوتی ہے، ان میں انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو زیادہ باتیں کریں ان کے اندر انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ وہ جتنی زیادہ بات کرتے ہیں اتنی جھاگ اڑاتے ہیں۔ سیلاب میں حق بھی ہے اور باطل بھی ہے دونوں کو گویا اکٹھا کر کے جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں "دریائی میں رڑک دیتے ہیں چیز کو" اللہ وہ نقشہ کھینچ رہا ہے کہ سیلاب میں نہیں لگتا ہے کہ حق اور باطل رڑکے گئے ہیں آپس میں، ایک قیامت برپا ہو گئی ہے۔ لیکن نقصان حق کا نہیں ہوتا، حق ضرور غالب آتا ہے کیونکہ اس کے اندر صبر کا مادہ ہے۔ وہ مضبوطی سے صبر دو طرح سے دکھاتا ہے۔ ایک یہ کہ حق والا حق پر قائم رہتا ہے اور کسی قیمت پر حق کا دامن نہیں چھوڑتا۔ یہ جو صلاحیت ہے مقابلے کے وقت، جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹ کا سہارا نہ لینا یہ دلائل میں قوت اور عظمت پیدا کرنے والی بات ہے۔ وہ تمام لوگ جو کج بحث ہیں ان کی کج بحثی ہمیشہ جھوٹ سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک آدمی دلیل میں ہار رہا ہو اور اپنے نفس کی خجالت چھپانے کے لئے، اپنی شرمندگی دور کرنے کے لئے وہ کوئی بہانہ بنانے پہ آمادہ ہو تا کہ ذہنی طور پر اس کے مقابلے میں ہارا ہوا دکھائی نہ دے وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ مقابلہ حق اور باطل کا ہے، حق اور باطل کے مقابلہ میں جہاں بھی آپ نے حق کا ساتھ چھوڑا اور اپنے آپ کو حق پر دکھانے کے لئے جھوٹ بولا وہیں حق سے آپ کا دامن چھوٹ گیا، آپ کا تعلق جاتا رہا۔ پس ایسی صورت میں پھر مولوی پیدا ہوتے ہیں، کج بحث لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ دلیل نہ ملے تو پھر جھوٹی باتوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کے منہ سے جو جھاگ اڑتی ہے اسی کا تو نقشہ قرآن نے کھینچا ہے کہ جھاگ کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کرتا۔ جتنی مرضی تقریریں کر لو جو کج بحث ہے وہ کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ تھوڑی بات کرنے والا اگر بظاہر دب بھی گیا ہو اور مقابل پہ بہت چرب لسان آدمی ہو مگر ہو جھوٹا تو خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک بیان کی طاقت رکھی ہے۔ "علمہ البیان" میں ایک یہ بھی معنی ہے کہ اس نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس میں ایک کھرے کھوٹے کی تمیز کی صلاحیت رکھ دی۔ پس لوگ ہمیشہ سچے کو پہچان لیتے ہیں اور تھوڑی بات کرنے والا سچا زیادہ بات کرنے والے جھوٹے پر غالب آجاتا ہے۔ اگر فوری طور پر اس کا نتیجہ نہ بھی ظاہر ہو تو کچھ دیر کے بعد ان کے دلوں میں یہ بات کھلتی رہتی ہے اور بالآخر وہ پہنچ جاتے ہیں۔ بارہا ایسا ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسے مخلصین جو کم گو تھے مگر سچے تھے بحثوں میں بظاہر ہار گئے دوسرے دشمن نے شور ڈال کر ان پر غلبہ حاصل کر لیا لیکن بعد میں وہاں کے لوگ جو شامل تھے وہ پتے پوچھتے پوچھتے پیچھے آ گئے۔ کوئی قادیان جا پہنچا، کوئی دوسرا ان کے گھر ان کی بستی میں اگر وہاں رہتے تھے پہنچ گیا۔ کہا جی ہم بھی وہاں شامل تھے ہمیں یہ پتہ ہے کہ آپ سچے تھے وہ جھوٹے تھے۔ دلائل ہمیں زیادہ نہیں پتہ، باتیں ہمیں نہیں سمجھ آ رہیں تفصیل سے، کوئی آپ کی سچائی ظاہر و باہر تھی۔ پس حق چھپانے سے چھپتا نہیں ہے۔ نہ جھوٹ چھپانے سے چھپ سکتا ہے۔ بالآخر ضرور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دشمن ایک دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ باطل کے اوپر حق کی چادر پہنا دے اور حق کے نام پر جھوٹ کو پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتا ہے تو پھر خدا کی تقدیر اسے ضرور ناکام بنا کے دکھاتی ہے۔

ایک تو اہل کتاب کی یہ صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ "یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون" (آل عمران: ۷۲)

اے اہل کتاب تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جھوٹ کے ذریعہ حق کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو، اس پر چادر ڈال رہے ہو اور تم جانتے ہو کہ حق ہے۔ اگر تمہیں یہ علم ثابت کر گیا کہ تم جھوٹے اور خدا کے حضور لازماً جوابدہ ہو گے اس میں غلط فہمی کا کوئی سوال نہیں رہا۔ جس کو یہ پتہ نہ ہو کہ یہ حق ہے وہ اس پہ خواہ مخواہ جھوٹ کی چادر ڈالے گا کیوں۔ جھوٹ کی چادر استعمال کر کے چھپانے کی کوشش بتا رہی ہے کہ دل سے ان کا نفس گواہ بن گیا کہ ہے سچا اگر اس کو جھوٹ سے چھپایا نہ گیا تو غالب آجائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کیا فائدہ ہوا سوائے اس کے کہ تم پکڑے گئے۔ خدا کی تم پر حجت تمام ہو گئی لیکن جب یہ صورت ہو تو اللہ تعالیٰ پھر اپنی دوسری غالب تقدیر کو ظاہر فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بل نقذف بالحق علی الباطل" کہ جب وہ ایسی حرکتیں کرنے لگتے ہیں تو پھر ہم اپنا جلالی غلبہ مومنوں کے حق میں ظاہر کرتے ہیں۔ حق کے طرف داروں کی تائید میں ایک جلالی شان ظاہر کرتے ہیں۔ "بل نقذف بالحق علی الباطل" ہم حق کو باطل پہ دے مارتے ہیں "فیدمغہ" وہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے "فاذا ھو زاھق"

(الانبیاء: ۱۹)

تو پھر اس سے بھاگے بغیر بن نہیں پڑتی۔ پس یہ جو آسمان سے تائیدی نشان ظاہر ہوتے ہیں یہ صبر کے نتیجے میں ظاہر ہوتے ہیں اگر آپ حق پر قائم رہیں اور حق کو چھوڑ کر باطل کی پناہ نہ لیں۔

لوگ ہمیشہ سچے کو پہچان لیتے ہیں اور تھوڑی بات کرنے والا سچا زیادہ بات کرنے والے جھوٹے پر غالب آجاتا ہے

پس ہر داعی الی اللہ کو اپنے اندر سچائی کے معیار کو بلند کرنا ہوگا۔ اور یہ اگر سچائی کا معیار روزمرہ کی زندگی میں آپ کے اندر، آپ کے ماحول میں، آپ کے گھروں میں موجود نہیں تو تبلیغ کے موقع پر کبھی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جب روزمرہ کی زندگی میں ایک انسان یا اس کے بچے جھوٹ کے عادی ہو جائیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اور کچھ نہیں تو لطیفے بنانے کی خاطر زیب داستان کے لئے ہی ایسا جھوٹ بولیں کہ جس کا یہ اثر پڑے کہ واقعہ اسی طرح ہوا تھا۔ ایک ہے کہانی یا لطیفہ وہ تو ہوتا ہی جھوٹ ہے لیکن اس کے متعلق قرآن کریم میں کہیں مناہی نہیں ہے۔ کہانیاں بھی حد اعتدال کے طور پر انسانی فطرت ہے لیکن کہانی یہ کہہ کر نہیں بیان کی جاتی کہ سچا واقعہ مان جاؤ۔ کہانی، کہانی کے طور پہ پیش کی جاتی ہے، لطیفہ لطیفے کے طور پر ہی پیش کیا جاتا ہے اور اس پہ لوگ دلچسپی بھی لیتے ہیں اس میں اور ہنستے بھی ہیں لیکن سچا سمجھ کے نہیں۔ میں جو بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جن کو عادت ہوتی ہے ایک جھوٹی بات بنا کر سچی دکھا کر اس پر بعض لوگوں کے متعلق ہنسی پیدا کریں یہ ایک بڑی بد عادت ہے جو ہماری سوسائٹی میں ملتی ہے۔ کسی شخص کے مذاق اڑانے کی خاطر، اس کی تخفیف کرنے کے لئے، تحقیر کرنے کے لئے، اس کے متعلق لطیفے بنائے جا رہے ہیں اور اس طرح ان کو سوسائٹی میں شہرت دیتے ہیں گویا سچے واقعات اسی قسم کے ہوئے تھے یہ دوہری تہری گندگی ہے۔ اس میں غیبت بھی آجاتی ہے،

جھوٹ بھی آجاتا ہے اور ایسی لغو چیز ہے جس کے ساتھ تکبر بھی شامل ہے۔ اپنے بھائی کی تخفیف آپ کے اپنے تکبر کو ظاہر کرتی ہے اور ایسی سوسائٹی میں پھر سچ پنپ نہیں سکتا۔ پس بعض دفعہ بظاہر سچ کو بھی شکست ہوتی ہے لیکن اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو سچ کو شکست نہیں جھوٹ ہی کو ہوتی ہے۔ وہ جھوٹ تھا جس نے آپ کو کھالیا، جس نے آپ کے رگ و ریشہ میں زہر پھیلا دیا اور جھوٹ آپ پر غالب آگیا کیونکہ آپ جھوٹے تھے اور جھوٹ کی تائید کرنے والے تھے۔ پس اگر آپ باریک نظر سے اتر کے ایسی صورت حال کا تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حق جھوٹ پر غالب آیا کرتا ہے، جھوٹ حق پر نہیں آیا کرتا۔ جھوٹ غالب آتا ہے تو جھوٹے پر آتا ہے اور جھوٹے پر جھوٹ ہی کو غالب آنا چاہیئے۔ پس اس پہلو سے اگر آپ اپنی سوسائٹی کی تطہیر نہیں کرتے تو جماعت کی حیثیت سے کامیاب داعی الی اللہ نہیں بن سکتے۔ جن لوگوں کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے یعنی ذہنی طور پہ میرے سامنے کئی ایسے موجود ہیں جو بہت ہی اعلیٰ سچائی کے معیار پر پورا اترتے تھے اور زیادہ باتیں کرنی نہیں آتی تھیں۔ بعض ایسے بھی تھے جن کو خدا تعالیٰ نے زبان کی طاقت بھی عطا کی تھی، فصل الخطاب بھی عطا کیا تھا اور سچے بھی تھے ان کی تبلیغ میں بہت زیادہ برکتیں تھیں۔ لیکن کم گو بھی جو سچا تھا وہ ایسے انسان کے مقابل پہ جو چرب زبان تھا ہمیشہ تبلیغ میں زیادہ غالب آیا ہے، زیادہ کامیاب رہا ہے۔ میں نے کثرت سے وقف جدید کے معائنہ میں اس کی مثال دیکھی ہے اور ایک جگہ بھی اس میں استثناء نہیں پایا۔ کئی چرب زبان معلم ہوا کرتے تھے وہ اپنا جس طرح بھی ہو جس کو کہتے ہیں نا اثر سید ھا کرنا، موقع پہ کسی وقت چالاکیاں کر کے، ہوشیاریاں سے اپنے آپ کو غالب کر ہی لیتے ہیں یا غالب کر کے دکھاتے ہیں اور کئی دفعہ آ کے مجھے بھی قصہ سنایا کرتے تھے کہ اس نے یوں کیا ہم نے اس طرح اس پر داؤ مارا، اس نے یہ داؤ مارا اور ہماری فتح ہوئی مگر پوچھو کہ اس فتح کے نتیجے میں کتنے لوگ احمدی ہوئے تو احمدی کوئی نہیں۔ فتح ہو گئی مگر احمدی کوئی نہیں ہوا۔ اور اس کے مقابل پہ سچے لوگ سیدھے سادے تھوڑی بات کرنے والے کبھی شرمندگی بھی بظاہر اٹھا لیتے تھے لیکن احمدی بڑے ہوتے تھے۔

اب یہ جو دور ہے ہمارا، یہ کثرت سے تبلیغ کا دور ہے اور ہر ملک میں انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ ایسے ملک جہاں آپ کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ لوگ ایک دم جاگ اٹھیں گے اور عظیم تبلیغی انقلاب برپا ہو جائے گا وہاں بھی یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ پر انشاء اللہ اب چند دن رہ گئے ہیں میں جو دوسرے دن کی تقریر ہے اس میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا مگر اس وقت میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے سے زیادہ ضرورت ہے حق سے چمٹنے کی اور حق سچ چھپا نہیں سکتا جب تک کہ آپ کی سوسائٹی کا مزاج سچا نہ ہو جائے۔ کسی پہلو سے جھوٹ سے کام نہیں لینا۔ ہر موقع پر عہد کر لیا کہ سچ سے چمٹے رہیں گے اور اس راہ میں قربانیاں بھی دینا پڑتی ہیں۔ اور دراصل حق پہچانا ہی اس وقت جاتا ہے جب قربانی درپیش ہو اور اس وقت بھی خدا کا ایک خاص نشان بسا اوقات ظاہر ہوتا ہے۔ ایک شخص حق پہ قائم رہنے کی خاطر قربانی دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو ایک بڑی آفت سے غیر معمولی طور پر بچا لیتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی ایک مثال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے کسی خطبے میں دی تھی یعنی سید حامد شاہ صاحب کے ایک بیٹے کی۔

حضرت سید حامد شاہ صاحب، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت قریبی صحابہ میں سے تھے اور ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچائی اور روحانیت کا ایک بڑا مقام حاصل تھا۔ وہ ایک

> **حق میں بڑی طاقت ہے پس آپ لوگ اگر حق سے چمٹیں گے تو حق کے لئے قربانی کے لئے بھی تیار رہنا ہو گا**

عدالت میں کسی عہدے پر تھے جس کا افسر اعلیٰ ڈپٹی کمشنر تھا، انگریز تھا۔ اس زمانے میں اکثر ڈپٹی کمشنر انگریز ہی ہوا کرتے تھے یا غالباً تمام تر انگریز ہوتے ہوں گے۔ بہر حال وہ انگریزی حکومت کے بڑے رعب داب کا زمانہ تھا۔ ان کے بیٹے کی کسی سے لڑائی ہو گئی اور ان کے بیٹے بہت مضبوط اور قد آور پہلوان تھے اور پہلوانی کیا کرتے تھے۔ تو جس طرح حضرت موسیٰؑ کے متعلق آتا ہے کہ ایک ہی مکے سے مد مقابل مارا گیا ان کے ایک ہی مکے سے اس مد مقابل کی جان نکل گئی اور ان پہ قتل کا مقدمہ بنا دیا گیا۔ وہ ڈپٹی کمشنر خاص طور پر اس بات میں مشہور تھا کہ خواہ ناانصافی ہی کرنی پڑے اپنے انصاف کا شہرہ ضرور کرے اور سزا دینے میں سختی کر کے وہ سمجھتا تھا کہ اس سے میرا بڑا شہرہ ہو گا اور بڑا رعب داب ہو گا کہ یہ نہیں کسی کو چھوڑتا اس سے ڈر کے رہو، بچ کے رہو۔ انہی کے دفتر میں حضرت سید حامد شاہ صاحب ایک عہدے پر فائز تھے تو اس نے کہا اب یہ ٹیسٹ کیس بن گیا اور اگر میں نے اس کو پھانسی پر چڑھا دیا تو بہت شہرت ہو گی کہ دیکھو کس شان کا ڈپٹی کمشنر ہے کہ انصاف کی خاطر اس نے اپنی عدالت کے ایک بڑے افسر کے بیٹے کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی، اس کو پھانسی لگا دیا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں تھا کسی کے پاس۔ میر حامد شاہ صاحب کا ایک بڑا رعب داب، ایک بڑا اثر و رسوخ تھا اور ضرورت اس بات کی تھی کہ اعتراف کیا جائے کہ ہاں ہم نے قتل کیا ہے۔ اگر میر حامد شاہ صاحب کا بیٹا کہتا کہ میں نے نہیں کیا تو کسی کو جرأت نہیں تھی کہ ان کے خلاف گواہی دے۔ ڈپٹی کمشنر بھی اس بات کو سمجھتا تھا۔ اس نے میر حامد شاہ صاحب کو بلایا اور کہا کہ میں نے سنا ہے اور یہ کہیں درج ہو چکا ہے۔ تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ سچ بولتے ہیں آپ بتائیں یہ واقعہ یوں ہوا ہے۔ انہوں نے کہا جہاں تک میرا علم ہے ہوا ہے۔ اس نے مکا مارا تھا اور مر گیا تھا تو اس نے کہا پھر یہ بتائیں کہ آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کا بیٹا جھوٹ بول کر اپنی جان بچائے۔ انہوں نے کہا بالکل نہیں۔ انہوں نے بیٹے کو بلایا۔ انہوں نے کہا دیکھو تم سے یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس نے کہا جی یہ ہوا ہے۔ تو پھر مان جاؤ۔ اس نے کہا مان گیا۔ اور کیا چاہیے اور اقرار کر لیا کہ ہاں مجھ سے قتل ہوا ہے۔ اب ڈپٹی کمشنر کی نیتیں جو بھی تھیں لیکن حق میں ایک رعب ہوتا ہے ایک ایسی عظیم طاقت ہوتی ہے جو دوسرے کو مرعوب کر دیتی ہے باپ کا اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے اس طرح تیار ہو جانا جبکہ کوئی دوسری گواہی ایسی نہیں تھی جو اس کو ملزم کر سکے۔ اور بیٹے کا باپ کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا کہ ٹھیک ہے میں پھانسی چڑھ جاؤں گا لیکن واقعہ ہوا ہے۔ اس پر ڈپٹی کمشنر کو صرف ایک ہی اب رستہ ہاتھ آیا کہ اس سے پوچھنا ہی نہ پڑے۔ اس نے جو مقدمہ درج کروانے والے تھے ان پر خود جرح شروع کی اور جرح کر کے یہ منہ سے نکلوا لیا کہ دراصل پہل فلاں کی تھی یہ ایک دفاعی کوشش تھی اور میر حامد شاہ صاحب کے بیٹے سے پوچھا ہی نہیں تاکہ اسکے لئے مشکل نہ پڑ جائے کہ تم نے مارا تھا کہ نہیں مارا تھا۔ اور اس طرح

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کی نجات کے سامان پیدا کر دیئے۔ اب یہ سچ کی برکت تھی لیکن سچ کے نتیجے میں یہ بعینہٖ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ادھر سچ بولا ادھر برکت مل گئی۔

حق کی خاطر اگر آپ حمد سے بے نیاز ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی صفت حمید میں سے ایک حصہ پالیں گے اور اسی حد تک آپ کے اندر حق کا نمائندہ بننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی

لوگ جھوٹ اس لئے بولتے ہیں کہ ادھر جھوٹ بولا ادھر نجات کے سامان نظر آتے ہیں۔ اگر سچ سے بھی ایسا ہی ہو تو لوگ پھر سچ ہی بولا کریں جھوٹ کی کیا ضرورت ہے۔ تو یہ کہیں کہیں اللہ تعالیٰ کی تائید کے اظہار کے لئے اور یہ بات یقین دلانے کے لئے کہ اللہ جب چاہے تو سچ کے باوجود نجات کی طاقت رکھتا ہے اس لئے نمونۃً یہ واقعات ہوتے ہیں۔ مگر روزمرہ تو لوگ جھوٹ سے بظاہر پناہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ اب ایک اور مثال حضرت مصلح موعودؓ بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس میں ایک احمدی تھا جس کو سزا ضرور ملتی تھی سچ کی مگر کبھی باز نہیں آیا۔ جھنگ کے تھے جن کا بیٹا البشیر آج کل ہمارے سوئٹزرلینڈ میں غالباً قائد ہیں یا کیا ہیں۔ بہت مخلص خاندان ہے۔ ان کی اولاد ماشاء اللہ ساری بڑے اخلاص کے ساتھ سلسلے کے ساتھ وابستہ ہے۔ (میرے ذہن سے اس وقت نام نکل گیا ہے مگر بہرحال ان کی کیفیت یہ تھی، یہاں شاید میں نے کہیں نوٹ کیا ہوا ہے میں نام بتاتا ہوں آپ کو ابھی مغلا) میاں مغلا تھے وہ۔ وہ جھنگ کے ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو رسہ گیر تھے اور رسہ گیر ان کو کہتے ہیں جو خود بھی چور ہوں، چور رکھے بھی ہوں اور دوسرے لوگوں کے مویشی وغیرہ نکال کے لے آئیں اور سب سے بڑی شان اس رسہ گیری ہوتی تھی جس کا مویشی واپس نہ کرنا پڑے۔ اور اگر مویشی واپس کرنا پڑے تو اس سے ناک کٹ جاتی تھی اور اگر پتہ چل جائے کہ یہ مویشی اس جگہ ہے اور اقرار ہو جائے تو پھر واپس بھی کرنا پڑتا تھا۔ تو میاں مغلا احمدی ہو گئے۔ احمدی ہو کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ میں نے تو جھوٹ نہیں بولنا اور چونکہ مخالفت بھی ہوئی علاقے میں مشہور ہو گیا کہ میاں مغلا احمدی بھی ہو گیا ہے اور کہتا ہے میں نے آئندہ سچ ہی بولنا ہے۔ تو جب بھی کسی کا کوئی جانور چوری ہو۔ بھینس، گائے، گھوڑی اور پتہ لگے کہ اس گاؤں تک پہنچی ہے تو سارا گاؤں چوروں کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوتا تھا کہ سوال ہی کوئی نہیں ہمارے گاؤں میں تو آیا ہی کچھ نہیں اور میاں مغلے کو بعض دفعہ مار کوٹ کے بند کر دیا کرتے تھے کہ ہمیں کہ اس کا پتہ ہی نہ چلے کہ کہاں ہے۔ تو کہتے تھے کہ ہم تو نہیں مانیں گے، نہ قسمیں نہ دائیں گے، نہ گواہیاں مانیں گے، میاں مغلا نکال کر لاؤ گے تو پھر ہم بات کریں گے۔ تو اس بے چارے کو مجبوراً ان کے حجرے سے نکالنا پڑتا تھا۔ اور میاں مغلا بیان کرتے تھے کہ پھر اس وقت مجھے چٹکیاں کاٹی جاتی تھیں، ساتھ ساتھ۔ یاد دلانے کے لئے کہ ہم بڑے ڈاہڈے لوگ ہیں چھوڑیں گے نہیں۔ تو وہ پھر بے چارے ٹالنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے دیکھو جی میں احمدی ہو گیا ہوں اور تم لوگ کہتے ہو یہ کافر ہے تو ان مومنوں کے مقابل پر کافر کی گواہی کا کیا مطلب۔ چھوڑو پرے، دفع کرو۔ یہ مومن کی گواہی دے رہے ہیں بس مان جاؤ۔ تو وہ کہتے تھے کہ دیکھو تمہارے جیسے کافر کی گواہی سچی، مومنوں کی جھوٹی۔ اس لئے ہم نے تم سے پوچھنا ہے۔ آخر وہ منہ سے بات نکلوا لیتے تھے۔ وہ کہتے تھے مجھ سے پوچھنا ہے تو بھینس فلاں جگہ ہے۔ چوری کی ہمارے اپنے بھائی نے، فلاں نے کی ہے۔ پھر ان کو مار پڑتی تھی۔ اب ایسے موقع پر میں بتا رہا ہوں کہ صبر کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ حق کی بات کرو گے تو صبر بھی دکھانا پڑے گا۔ اور ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ہر دفعہ حق کے نتیجے میں اچانک غیب سے اعجاز ظاہر ہو۔ صبر بھی ایک اعجاز ہے۔ وہ سب سچوں کو نصیب ہوتا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے نصیب عطا کرتے ہیں ان کو یہ توفیق ملتی ہے کہ حق کی خاطر صبر کا نمونہ دکھائیں۔ چنانچہ ایک عرصے تک وہ اسی طرح ماریں کھاتے رہے اور سچ بولتے رہے بالآخر گاؤں والوں نے یہی چاہا کہ یہاں سے چلا جائے انہوں نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے قادیان میں آکر بیٹھ گئے۔ اب اللہ کے فضل سے ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہوں پہ پہنچایا بہت عزتیں بھی عطا کی ہیں تو وہ پرانے جو رسہ گیر تھے وہ رسہ گیر ہی رہے۔

پس درحقیقت حق میں ایک طاقت ہے، بالآخر وہ غالب ضرور آتا ہے اور علاقے میں جو شہرت ہوئی ہے اس کے نتیجے میں پھر احمدی بھی بہت ہوئے۔ حق میں بہت بڑی طاقت ہے پس آپ لوگ اگر حق سے چمٹیں گے تو حق کے لئے قربانی کے لئے بھی تیار رہنا ہو گا اور یہ بھی امید رہے گی کہ اللہ بعض دفعہ غیر معمولی نشان سے آپ کی تائید فرمائے گا اور روزمرہ کی زندگی میں ہمیں خدا تعالیٰ کے یہ تائیدی نشان دکھائی دیتے ہیں۔ پس تمام داعیان الی اللہ کو یہ یاد کرنا چاہئے کہ ذات حق سے تعلق جوڑنا ہے۔ ذات حق سے تعلق جوڑنا ہے تو صبر کرنا پڑے گا، ذات حق سے تعلق جوڑنا ہے تو وہ تمام بنیادی صفات جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں جن کا حق سے تعلق ہے انکو مجبور کر ان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق سے تعلق جوڑنا ہے۔

بہت سے جھوٹ بولنے والے جھوٹی تعریف کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹی باتوں کو اپنا کر جھوٹی باتوں کی شیخیاں مار کے، جھوٹے اموال بنا کر اور کئی قسم کی ملمع سازیاں کر کے وہ فائدے اٹھانا چاہتے ہیں

میں نے جو بیان کیا تھا مختصراً میں آپ کے سامنے دہراتا ہوں۔ پہلی یہ بات تھی کہ حق ذات وہ ہے جس کو حمد کی ضرورت نہ ہو کیونکہ ہر حمد اسی کی ہے اس کو حمد کا احتیاج نہ ہو۔ بس جھوٹا وہ ہے جس کو حمد کی احتیاج رہتی ہے۔ تو آپ اللہ تو نہیں بن سکتے۔ قابل تعریف ان معنوں میں تو نہیں ہو سکتے کہ سب حمد آپ کی ہو جائے لیکن حمد سے بے نیازی بھی ایک چیز ہے اور حق کی خاطر اگر آپ حمد سے بے نیاز ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی صفت حمید میں سے ایک حصہ پالیں گے اور اسی حد تک آپ کے اندر حق کا نمائندہ بننے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ بہت سے جھوٹ بولنے والے جھوٹی تعریف کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں جھوٹی باتوں کو اپنا کر، جھوٹی باتوں کی شیخیاں مار کے، جھوٹے اموال بتا کر اور کئی قسم کی

ملمع سازیاں کرکے وہ فائدے اٹھانا چاہتے ہیں۔ پس حمید کو جو سچا حمید ہو جھوٹ کی ضرورت نہیں ہے اگر اس کمزوری پر آپ نے اپنی نگاہ نہ رکھی تو آپ کے اندر جھوٹ کی جڑیں قائم ہو جائیں گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ جب بھی آپ پر اپنی تعریف کروانے کا ابتلاء آئے اور آپ پہلے سے اس کے لئے تیار نہ ہوں اور اس ابتلاء میں کامیاب نکل جائیں۔ پہلے تیاری کرنی ہوگی۔ عام روزمرّہ کی باتوں میں جہاں تعریف کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے آپ اچانک بیدار ہو کے دیکھیں کہ آپ کہیں ٹھوکر تو نہیں کھا رہے۔ یہ روحانی ورزش ہے جو کرنی پڑتی ہے۔ ایسے موقعوں پر ذہن کو بیدار رکھنا پڑتا ہے۔ اگر اس طرح آپ کریں گے تو جہاں آپ حمد سے مستغنی ہو جائیں گے، بالا ہو جائیں گے، جہاں آپ کے اندر استغناء پیدا ہو جائے گا، وہاں آپ حقیقت میں حق بولنے کی طرف ایک اور قدم اٹھا چکے ہونگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بھی ایک واقعہ بیان کیا جو دراصل غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ہی کا دیکھا ہوا واقعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اور آپ نے بھی اسے استعمال فرمایا ہے یہ وہ مضمون ہے کہ ایک انسان احتیاج کے باوجود غنی ہو سکتا ہے اگر اس کے دل میں اس کی حرص باقی نہ رہے۔ پس اگر حمد کی تمنا ہر وقت رہتی ہے اور دل بھی چاہتا ہے کہ لوگ تعریف کرتے رہیں تو ایسا خوشامد پسند سچا نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ میں نے ثابت کیا ہے کہ سائنس کے قانون کے طور پر حساب کی رو سے آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ ایسا حریص جو ہر وقت حمد کا خواہاں ہے اور حمد اس میں نہیں ہے کیونکہ حمد تو صرف خدا میں ہے یہ دو باتیں اکٹھی پڑھنی پڑتی ہیں حمد کا خواہاں ایک ایسا غریب ہے بے چارہ جو حمد کی صلاحیتوں سے عاری ہے وہ لازماً جھوٹ بول کر اپنی دلی تمنا تعریف کی پوری کرے گا۔ پس یہ وہ تفصیل ہے جس میں جا کر آپ کو اپنی نگرانی کرنی ہوگی تب آپ حقیقی حق کا مضمون سمجھیں گے اور حق کے مضمون کو اپنی ذات میں جاری کر سکیں گے۔

دوسری بات میں نے بیان کی تھی ربوبیت - رزق کا احتیاج ہے جو جھوٹ بولنے پر مجبور کرتا ہے اور دنیا کے سب سے بڑے بڑے جھوٹ جو ہیں ان کا تعلق اقتصادیات سے ہے اور اس معاملے میں بڑی بڑی مہذب قومیں بھی، بہت ترقی یافتہ ممالک بھی جھوٹ پر منہ مارنے سے ہرگز گریز نہیں کرتے اگر اس سے ان کی قومی یا ذاتی اقتصادیات کو فائدہ پہنچے۔ اور آپ رب بن نہیں سکتے کیونکہ رب ہی ہے جو سب کا والی وارث ہے جو سب کو دیتا ہے لیکن رزق کے احتیاج سے ان معنوں میں مستغنی ہو سکتے ہیں آپ اللہ کو رب سمجھیں اور کسی اور کو رب نہ سمجھیں اور حمد کے تعلق میں بھی یہی مضمون ہے جو آپ کو فائدہ دے گا ورنہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو از خود اچانک آپ فیصلہ کریں ہم سچے ہو جائیں۔ اور سچے ہو جائیں گے۔ ان باریکیوں سے اس مضمون کو سمجھ کر اپنی ذات میں اس مضمون کو جاری کرنا ہوگا۔ آپ حمید ذات سے تعلق جوڑیں اور اسی کو صاحب حمد سمجھیں پھر اگر حمد کی تمنا ہے تو وہیں سے پوری ہوگی۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ حمید ہے اور سب سے زیادہ حمد باری تعالیٰ کرنے والا احمد یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ اور سب سے زیادہ تعریف جس وجود کی کی گئی ہے وہ محمدؐ ہے۔ اور یہاں اللہ احمد بن گیا اور محمد رسول اللہ کو محمدؐ بنا دیا۔ تو یہ حمد کا مضمون ہے۔ اگر ایک انسان کامل طور پر توکل کرے اور یقین رکھے کہ حمید صرف وہ ہے اور کوئی نہیں ہے اور تمام تر حمد اسی کی طرف منسوب کر دے تو حمد کی خواہش پھر اوپر سے پوری ہوگی۔ پھر اللہ صاحب حمد بنائے گا۔ اور ایسے شخص کو کسی جھوٹ کے سہارے کی ضرورت ہی کوئی نہیں رہتی۔ اگر ربوبیت کی تمام تر صفات اللہ کی طرف منسوب ہو جائیں اور یقین کیا جائے کہ اللہ ہی ہے جو رزق عطا فرمانے والا ہے اور اگر وہ نہیں عطا فرماتا تو میں کسی اور سے نہیں مانگوں گا اور کسی اور رزق کے سامنے سر جھکا کر شرک نہیں کروں گا۔ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کا جو وعدہ بعد میں آنے والا ہے یہ وہی مضمون ہے۔ اللہ کو رب مان جائیں اور پھر کسی اور کی طرف توجہ نہ کریں تو پھر آپ ربوبیت کے معاملے میں خدا کی صفت ربوبیت کے حصہ دار بن جاتے ہیں پھر آپ کو وہ لوگوں کی پرورش کرنے والا بناتا ہے۔

وہ تمام لوگ جو کج بحث ہیں ان کی کج بحثی ہمیشہ جھوٹ سے پیدا ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دور مجھ پر یہ تھا کہ میں دستر خوان کے بچے کھچے ٹکڑے کھایا کرتا تھا یہی میری غذا تھی۔ آج دیکھو لاکھوں ہیں جو میرے دستر خوان سے کھانا کھا رہے ہیں تو جب رب کی خاطر غریب ہو جاتے ہیں ان کو اللہ پھر ربوبیت کی صلاحیتیں عطا کرتا ہے، ان کو ربوبیت کا مظہر بناتا ہے، ان کے لنگر جاری کرتا ہے اور اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک سو سے زائد ممالک میں لنگر جاری ہو چکے ہیں۔ اب یہ جلسہ جاری ہوگا یہ وہی لنگر ہے جو آپ دیکھیں گے۔ تو دیکھیں خدا تعالیٰ کس طرح تھوڑی سی قربانی کو اتنا بڑھا کر دیتا ہے۔ پس جو ربوبیت میں اپنے رب کے ساتھ تعلق قائم کر چکا ہو جس کی ساری ضرورتوں کا اللہ کفیل ہو چکا ہو، جیسے وہ آسمان سے آواز دے کہ "الیس اللہ بکاف عبدہ" اے باپ کی جدائی کا غم کرنے والے کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ اس کو پھر جھوٹ کی کیا ضرورت ہے۔ جب سچے خدا سے اس نے رزق کی ساری ضرورتیں مانگ لیں اور اسے اپنا کفیل بنا لیا۔ پس ربوبیت میں بھی آپ کو خدا سے تعلق جوڑ کر ہی حق بننا پڑے گا۔ ربوبیت کے تعلق میں بھی آپ ہمیشہ اس خطرے میں ہیں کہ آپ جھوٹ بولیں کیونکہ ربوبیت کی ضرورت ہر انسان کو ہے لیکن سچے رب سے جب تعلق باندھ لیں گے تو پھر آپ کو جھوٹ کی ضرورت نہیں پڑے گی اسی طرح یہ مضمون آگے تک بڑھتا ہے۔

اب چونکہ وقت ختم ہو چکا ہے میں اسے چھوڑتا ہوں مگر آخر پر یہی میرا زور ہے کہ آپ اپنے اندر اگر انقلاب کی صلاحیتیں پیدا کرنا چاہتے ہیں، آپ کی مٹھیوں میں وہ تار تھمائے جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹھیوں میں تھے جو انقلاب کے تار تھے، ایک ہی رستہ ہے کہ آپ سچے ہو جائیں، حق کو اختیار کر لیں اور حق سے غیر معمولی طاقت آپ کی زبان میں پیدا ہو جائے یا آپ کے کلام میں پیدا ہو جائیگی اور جو کمزوریاں باقی رہ جائیں گی وہ آسمان سے پوری ہونگی خدا خود پھر اترتا ہے اپنے جبروت کے نشان دکھاتا ہے اور وہ لوگ جو حق میں صبر کے ساتھ اس کے لئے قائم رہتے ہیں اس کے ساتھ قائم رہتے ہیں ان کے حق میں نشان دکھاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریب شادی و رخصتانہ

خاکسار کی چھوٹی بہن عزیزہ مبارکہ نصرت صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان کی تقریب رخصتانہ ہمراہ عزیز منیر احمد صاحب کریم ابن مکرم قریشی محمد کریم صاحب آف باغبانپورہ لاہور ۱۶؍۹؍۹۵ کو عمل میں آئی اس سلسلہ میں بعد نماز مغرب و عشاء دار الذکر لاہور میں محترم محمد حنیف صاحب مربی سلسلہ نے اجتماعی دعا کرائی اگلے روز دعوۃ ولیمہ ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احمدی و غیر احمدی مدعو تھے۔

عزیز منیر احمد درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں انکی تعلیم میں نمایاں کامیابی اور رشتہ کے ہر لحاظ سے جانبین کے لئے باعث خیر و برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے

(قریشی محمد فضل اللہ)

سیرتِ صحابہ رضؓ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تین جلیل القدر صحابہؓ کی میٹھی یادیں

مکرم چوہدری مبارک علی صاحب درویش قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے ذکر کو بار بار نئی پود کے سامنے رکھا جائے تا ان مقدس ہستیوں کے نمونہ سے جماعت کی نئی نسل میں ڈہی مٹھاس پیدا ہو جائے جس سے دنیا پر سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس بروز کی قوت قدسی آشکار ہو جائے۔ اس لئے کہ صحابہ کے زمانے میں تو یقین کے چشمے جاری تھے اور خدائی نشانوں کو دیکھ کر خدا اور اُس کے کلام پر اُنہیں یقین کامل ہو گیا تھا اس لئے اُن کی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی۔

آج یہ عاجز اُن تین صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جن کی صحبت میں اس عاجز کو رہنے کا موقع ملا ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان میں سے ایک مسلمان، ایک سکھ قوم اور ایک ہندو قوم سے تھے۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی نے نہ صرف بقول ان بزرگان کے حیوانوں سے انسان بلکہ با اخلاق اور باخدا انسان بنا دیا۔ بلکہ یہ عاجز اس امر کا شاہد ہے کہ خدا ان سے ہمکلام ہوا تھا۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت منشی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ

پہلے بزرگ حضرت منشی محمد دین صاحب واثلباقی نویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ پیارے بزرگ میرے اُستاد حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے والد تھے۔ صوفی صاحب میرے زمانہ طالب علمی میں ہوسٹل میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ اس عاجز کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا زندگی میں ان کی شاگردی کا شرف عطا کیا کہ مجھے میرے تایا زاد بھائی کے ذریعہ مجبوراً تعلیم الاسلام کے ہوسٹل میں داخل ہونا پڑا۔ اگرچہ نہ میں اور نہ میرے خاندان میں کوئی احمدی تھا۔ مگر صوفی صاحب کی محبت اور پیار مجھے احمدیت میں داخل ہونے کا باعث بن گیا۔

چنانچہ زمانہ درویشی میں حضرت منشی محمد دین صاحب واثلباقی نویس جب بیمار ہوئے تو یہ عاجز اس وقت احمدیہ ہسپتال میں بطور ڈسپنسر کام کرتا تھا۔ میری ڈیوٹی حضرت منشی صاحب مرحوم کی خدمت پر لگا دی تھی اور میں اس خوش نصیبی پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے کہ حضرت منشی صاحب کی وفات میری گود میں ہوئی۔

حضرت منشی صاحب نے ایک بار فرمایا کہ میں جب پہلی بار قادیان آیا تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور اقدس علیہ السلام کو دبانا شروع کر دیا۔ مجلس میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ۔ حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ تشریف فرما تھے۔ میں حضور کے کندھے دبا رہا تھا۔ مجھے بڑی حسرت سے یہ خیال آیا کہ محمد دین کہاں تو ایک دیہاتی معمولی پٹواری اور کہاں یہ اتنے بڑے بڑے باخدا عالم۔ میں اس محبوب وجود علیہ السلام کے علم و عرفان سے کہاں مستفیض ہو سکتا ہوں۔ حضرت منشی صاحب پر یہ واقعہ بیان کرتے وقت عجیب کیفیت طاری تھی۔ اور اس حسین واقعہ کو بیان کرتے وقت آپ کا طبیعت پر کنٹرول نہیں رہتا تھا۔ فرمانے ابھی یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا ہی تھا کہ اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ کلام بند کر کے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا منشی صاحب "اتقوا اللّٰہ یعلمکم اللّٰہ" یعنی منشی صاحب علم الٰہی کا تعلق صرف اور صرف تقویٰ اللہ سے ہے متقی بن جاؤ علم خود بخود ہی آ جائے گا۔ پس جس درویش کو بھی ان سے ملنے اور پڑھنے کا موقع ملا وہ اس امر کا گواہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے آپ ایک باخدا عالم تھے اور زبانی ہی بغیر کتاب دیکھے پڑھاتے تھے۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ

دوسرے میرے پیارے بلکہ ہر درویش کے پیارے بزرگ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ تھے آپ پہلے سکھ مذہب سے تعلق رکھتے تھے عالم جوانی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں آ گئے۔ اس وقت میری قلم سے وہ الفاظ نہیں نکل رہے جن سے میں ان کے خاموش عشق کا نقشہ کھینچ سکوں پُرسکون چہرہ۔ چہرہ پر ہمیشہ مسکراہٹ اور آپ مجسم محبت تھے۔

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قرآن و حدیث کے ایک جید عالم تھے۔ ہم حیران تھے کہ خدا تعالیٰ نے اس مقدس بزرگ کو کس قدر قرآن و حدیث سے عشق و محبت عطا فرمائی ہے۔

حضرت بھائی جی سے میں نے حدیث بخاری کا کچھ حصہ پڑھا اور قرآن کریم سے محبت کا چسکا آپ کی صحبت سے لگا۔ آپ کو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ساری بخاری زبانی یاد تھی کبھی کتاب ہاتھ میں نہیں لی جہاں کہیں اعرابی غلطی ہوتی تو مسکرا کر فوراً ٹوک دیا۔ مجھے محبت سے "حبّا" کہتے تھے۔ اور جب کبھی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تشریف لاتے تو مسکرا کر کہتے کہ اس "حبّا" نے تو نئی قسم کی اردو بولنی شروع کر دی ہے۔ فرمانے لگے میں نے کلی کے لئے پانی مانگا اور کہا کہ زیادہ گرم نہ ہو تو کہنے لگا نہیں بھائی جی "کوسا گرم" ہے۔ اس پر حضرت بھائی جی اور محترم صاحبزادہ صاحب کھِل کھِلا کر ہنسے۔ چند اُمور ان کی سیرت طیبہ اور باخدا ہونے کے جو میری ذات کے ساتھ واقع ہوئے ہیں) وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت اور احترام کا مظہر

زمانہ درویشی میں اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ہی وجود بطور نمائندہ خاندان درویشوں میں شامل ہے۔ یعنی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ آپ بھی حضرت بھائی جی سے بخاری شریف کا درس لیتے تھے۔ ایک دن میں بخاری شریف پڑھ رہا تھا تو محترم صاحبزادہ صاحب شلوار اور قمیص اور ایک سنہری کھسہ (ریشمی تلے والی جوتی) پہن کر آئے۔ آپ ابھی دروازہ کے اندر داخل ہوئے تھے تو حضرت بھائی جی نے پہلے صاحبزادہ صاحب کو دیکھا پھر فوراً میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے "حبّا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ۔

کہ خدا تعالیٰ کو یہ چیز بہت پسند ہے کہ خدا نے اگر اپنے بندے کو کوئی نعمت دی ہے تو رہنے سہنے کھانے پینے میں اُس کے اثرات بھی ظاہر کرے۔ یعنی اما بنعمۃ ربک فحدث۔ قارئین! بات بالکل معمولی تھی مگر حضرت بھائی جی نے میری کس انداز سے تربیت فرمائی کہ میں ایک دیہاتی آدمی ہوں اور دیہات میں اہل اللہ کا تصور بڑا عجیب ایک قسم کا ہوتا تھا ایسا نہ ہو کہ شیطان جو خون کے ساتھ دوڑتا ہے مجھے زہر آلود کر جائے۔ مگر ان مقدس وجودوں کا اہل بیت کے متعلق حقیقی احترام

تھا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع نے پچھلے دنوں حضرت بھائی جی کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ بڑے پیارے اور خاموش قسم کے عاشق خدا اور صاحب الہام بزرگ تھے۔ آپ کے چند واقعات جو میرے ساتھ گزرے ہیں وہ عرض کرتا ہوں۔

یہ میری سعادت اور خوش بختی سمجھیں یا بہت بڑا انعام الٰہی کہ حضرت بھائی جی عموماً صبح کی نماز کے بعد بڑے گیٹ کے سامنے دکان پر چائے پیتے تھے۔ اور خاکسار تقریباً ہر روز موجود ہوتا تھا کہ چائے پیتے پیتے اچانک حضرت بھائی جی میرے زانوں پر گر پڑے میں نے جلدی سے حضرت بھائی جی کو سنبھالنا چاہا مگر حضرت بھائی جی سیدھے نہ ہو سکے خیر ہم چند درویش اس وقت ہوٹل میں تھے اٹھا کر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے مکان میں (جہاں بھائی جی کی رہائش تھی) لے گئے۔ حضرت بھائی جی پر فالج کا شدید حملہ ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت بھائی جی چلنے پھرنے حتی کہ رفع حاجت تک کے لئے مجبور ہو گئے۔ چنانچہ حضرت بھائی جی کے ساتھ محبت اور کشش کی وجہ سے یہ عاجز اپنا بستر بھائی جی کے پاس لے گیا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری یہ حقیر خدمت قبول فرمائی۔ پھر رات دن حضرت بھائی جی کے پاس رہنے اور خدمت کا موقع ملا۔ اور حضرت بھائی جی کے پاکستان جانے تک میرا قیام حضرت بھائی جی کے کمرہ میں ہی رہا۔

حضرت بھائی جی کو ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق صبح کا ناشتہ اچھا دینا ہوتا تھا۔ ہمیں تو اس وقت صرف ۵/- روپے ماہوار ملتے تھے۔ حضرت بھائی جی کی بھی معمولی پنشن تھی اور حضرت بھائی جی اس قدر خود دار اور متوکل بزرگ تھے کہ مجھے یاد نہیں آپ نے کبھی انجمن سے مزید مدد کے لئے کہا ہو مگر میں دوسری طرف حیران تھا کہ حضرت بھائی جی کہاں سے رقم لاتے تھے نہ میری بوجہ ادب اور احترام جرأت تھی کہ میں دریافت کروں۔ مجھے بھائی جی کی یہ ہدایت تھی کہ ایک دو دن پہلے بتلا دیا کرو کہ رقم ختم ہونے والی ہے۔ مجھ سے کبھی حساب تک نہیں لیا تھا۔ جب کبھی میں بتلاتا کہ بھائی جی پیسے ختم ہونے والے ہیں تو بڑے سکون سے فرماتے اللہ تعالیٰ نے میرا ہمیشہ کفیل رہا ہے۔ اور پھر صبح فرماتے۔ جیّا تو گھبرا جاتا ہے میرے تکیئے کے نیچے سے رقم لے لو۔ اب تو قارئین کو سمجھ آگئی ہو گی کہ حضرت مریم علیہا السلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ ھذا من عند اللّٰہ اس کا کیا راز تھا۔

ایک واقعہ بڑا پیارا ہے میں رفع حاجت کے بعد آپ کو دھلا کر چارپائی پر لا رہا تھا۔ مجھے آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ اپنی مجبوری کو دیکھ کر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مولیٰ مجھے صحت عطا فرما بڑا مجبور ہو گیا ہوں تو مجھے اسی وقت پنجابی میں الہاماً جواب ملا۔

"سنڈھے وانگوں بیٹھا ہویاں دال ہور کی لینا وا"۔

(یعنی بھینسے کی طرح مضبوط اور موٹا ہو اور کیسی صحت چاہیے) پھر ہم دونوں خوب ہنسے اور مجھے جو لذت آئی اس کا اندازہ کوئی صاحب ذوق ہی لگا سکتا ہے کہ خدا کا اس پیارے وجود سے کس طرح بے تکلفانہ تعلق تھا۔

میری جدی جائیداد واقعہ طالب پور کی Restoration کا معاملہ گورداسپور custodian کی عدالت میں چل رہا تھا۔ میں نے حضرت بھائی جی سے عرض کیا بھائی جی دعا کریں زمین واگزار ہو جائے اب تو ہم زمیندار بھی نہیں رہے۔ دوسرے دن حضرت بھائی جی نے صبح صبح میں یہ فرمایا کہ آج دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلایا ہے کہ تمہاری زمین تمہیں واپس مل جائے گی۔ قانونی بظاہر کوئی امید نہ تھی میری ۳۱۶ کنال تقریباً ۳۹ ایکڑ زمین میرے والد صاحب مرحوم کے نام تھی جو سکھوں فسادات کے دنوں میں گاؤں کے قریب شہید ہو گئے تھے۔ میں اس وقت گاؤں میں نہ تھا ان کی وفات کا کوئی ریکارڈ ثبوت نہ تھا۔ گویا بظاہر کوئی امید نہ تھی اور حضرت بھائی جی کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اراضی واپس مل جائے گی حضرت بھائی جی کے اس الہام کے تین چار دن بعد تاریخ پیشی تھی اور عدالت نے میرے خلاف فیصلہ کر کے میرا Claim خارج کر دیا۔

میں نے دوسرے دن صبح ناشتہ کے وقت ہنس کر کہا کہ بھائی جی فیصلہ میرے خلاف ہو گیا ہے۔ ناشتہ کرتے کرتے حضرت بھائی جی رک گئے۔ اور سخت جلال میں آکر فرمانے لگے۔ جیّا۔ میرے خدا نے تو آج تک کبھی جھوٹا وعدہ میرے ساتھ نہیں کیا۔ میں آپ کے اس جلال کو دیکھ کر ڈر گیا کہ میں نے بھائی جی کو یہ چیز کیوں بتلائی۔ قارئین یہ بات ہوئی اور ذہن سے نکل گئی۔ میرا تبادلہ بطور مبلغ بنگلور ہو گیا۔ حضرت بھائی جی پاکستان جا چکے تھے۔ اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جو میری زمین کی واپسی کا حضرت بھائی جی سے اس نے کیا تھا وہ معجزانہ رنگ میں یوں پورا ہوا کہ ایسے سارے Case دہلی منتقل ہو گئے۔ اور اچانک مجھے Ministry of Rehabilitation کی طرف سے رجسٹری چٹھی موصول ہوئی کہ تمہاری ساری اراضی واقعہ طالب پور بمعہ مکانات Restore کر دی گئی ہے اس کے لئے ڈپٹی کمشنر گورداسپور سے رابطہ قائم کرو۔ سو الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت بھائی جی کی دعاؤں کی برکت سے خاکسار کو یہ زمین مل گئی۔

ایک دن میں اور حضرت بھائی جی اکیلے تھے میں نے بھائی جی سے سوال کیا کہ بھائی جی یہ مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب وغیرہم کو کیا ہو گیا تھا۔ حضرت بھائی جی نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر مجھے افسر جلسہ سالانہ مقرر فرماتے ہوئے پابندی لگا دی کہ اگر کسی نے چاول کھانے ہوں تو شیخ عبد الرحیم صاحب یعنی بھائی جی کی اجازت سے پکائے جائیں۔ ان دنوں غالباً اس علاقہ میں چاولوں کی کمی تھی بھائی جی فرمانے لگے کہ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ لاہور سے آئے اور باورچی کو کہا کہ ہمارے لئے چاول تیار کئے جائیں۔ باورچی نے جواب دیا کہ بھائی جی سے اجازت لے لیں حضرت صاحب نے حکم دیا ہے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب آگ بگولا ہو گئے اور کہنے لگے کہ جو لنگر کی روٹیوں پر پل رہے ہیں حضرت صاحب نے ان کو اب افسر مقرر کر دیا ہے۔ حضرت بھائی جی کو باورچی نے آکر یہ بات بتلا دی۔ فرمانے لگے جب باورچی نے یہ بات بتلائی تو میرا دل بھر آیا۔ میں زمیندار خاندان سے تھا میں مسجد میں گیا اور سجدہ میں دعا کی یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں تو لنگر کی روٹیاں کھانے نہیں آیا تیرے مسیح کی محبت میں سب کچھ چھوڑ کر آیا ہوں۔ واقعہ بتلاتے وقت حضرت بھائی جی کا اب بھی چہرہ بدل جاتا تھا۔ اور سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد مجھے فرمانے لگے۔

"ان لوگوں کو تکبر نے ڈوبا"

بڑا ہی مقام خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچائے۔

یوں تو بھائی جی کی سیرت ان الفاظ میں بیان کی جا سکتی ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے خاموش عاشق تھے۔ طبیعت میں شگفتگی۔ کم گو۔ متوکل۔ صاحب الہام وکشف۔ قبولیت دعا کا یہ مقام کہ ہاتھ اٹھایا اور پا لیا۔ گویا ایک چلتا پھرتا فرشتہ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک آخری واقعہ خوف طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔ محترم چوہدری رشید احمد صاحب کاہلوں جو آج کل کراچی میں ہیں نے مجھے بتلایا جب ہم سندھ میں آکر زمین آباد کرنے آئے تو حضرت بھائی جی بھی ہمارے ساتھ بطور نگران تشریف لائے۔ ایک دن میں نے پانی کا موگا توڑ لیا تو نہر کا ضلع دار آگیا اور رعب ڈالنے لگا میں نے

اس کی بے عزتی کر دی وہ چلا گیا۔ میں نے یہ واقعہ بھائی جی کو بتلایا تو بھائی جی پریشان ہو گئے اور کہنے لگے آپ لوگ زمین آباد کرنے آئے ہیں اور یہاں پانی کے بغیر گزارہ مشکل ہے کہ آپ لوگوں نے آتے ہی نہر کے افسران کو مخالف بنا لیا ہے پھر دوسرے دن بھائی جی فرمانے لگے کہ آج میں نے رات دعا کی ہے الحمد للہ مجھے الہام ہوا ہے

NO HARM

چوہدری رشید صاحب کاہلوں یہ واقعہ بیان کر کے بتلاتے ہیں مجھے آج تک پتہ نہیں وہ افسر نہر کہاں گیا اور نہ ہی اس کے بعد ہمیں کوئی نقصان ہوا۔ آج ہماری آنکھیں ان محبوب چہروں کو ڈھونڈتی ہیں۔ جنہوں نے ہماری اپنی اولاد سے زیادہ محبت سے تربیت کی ہے اور ہم ابتدائی درویشان قادیان کے لئے سبق چھوڑ گئے کہ ہم بھی نئی پود کے دل میں ایسی محبت کا جذبہ پیدا کریں کہ وہ ہماری کسی نصیحت کا برا نہ منائیں۔ دوستو! یہ نوجوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باغ کے نئے حسین پودے ہیں ان کی آبپاشی تب ہی ممکن ہے جب ہم ان سے اپنی اولاد سے زیادہ پیار اور محبت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ✤

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ

اب اس صحبت میں تیسرے پیارے اور مقدس بزرگ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتا ہوں جو پہلے ہندو تھے۔ پرانے درویشان کو ان کا عشق مسیح موعود علیہ السلام کا نظارہ یاد ہوگا جب کبھی ذکر حبیبؑ کے موضوع پر ان کی تقریر ہوتی تھی تو جذبات ہاتھ سے نکل جاتے تھے اور اپنے محبوب کی یاد میں زار و قطار رونا شروع کر دیتے تھے۔ ان کا خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق و محبت کا نظارہ تو تقریباً ہر درویش نے دیکھا ہوگا کہ جب کبھی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بازار سے گزر رہے ہوتے اور حضرت بھائی جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی جگہ بیٹھے ہوتے تو فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور نہایت ادب کے ساتھ محترم صاحبزادہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اس وقت حضرت بھائی جی کی کیفیت دیکھنے والی ہوتی گویا کسی حسین یاد کی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔

پیارے قارئین ان حسین یادوں کا شمار مشکل ہے۔ یہ چند ایک باتیں تھیں جو میرے دل پر اثر چھوڑ گئی تھیں ان کو صرف اور صرف اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ تقریباً ہر درویش کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے جتنے صحابہؓ زمانہ درویشی میں ہمارے ساتھ رہے کوئی نہ کوئی واقعہ گزرا ہوگا۔ ایسے ضرور ریکارڈ کروالیں۔ تا نئی نسل کے لئے یہ امور مشعلِ راہ بن سکیں۔

تقریباً ۴۵/۵۰ سال کے بعد یہ امور لکھے ہیں عین ممکن ہے کہیں یادداشت میں کمزوری کا دخل نظر آئے۔ اس لئے ابھی خدا کے فضل سے ابتدائی درویشانِ قادیان تقریباً ۶۵ کے قریب زندہ ہیں اس لئے اس کی درستگی بھی ہو سکتی ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ میرے ساتھ گزرا ہے درویشی کی ابتداء میں ہم تقریباً سارے ہی نوجوان تھے سوائے صحابہؓ کے۔ مساجد میں عجیب قسم کی رونق ہوتی تھی گو اب بھی ہے مگر اس وقت ان مقدس وجودوں کی وجہ سے فرشتوں کی موجودگی کا احساس پایا جاتا تھا۔ خاکسار صبح کی جب بھی اذان دیتا تھا تو حضرت بھائی جی بڑی محبت سے میرا تلفظ درست فرماتے تھے ایک دن میں نے صبح کی اذان بڑے جوش کے ساتھ دی اور جب مسجد مبارک کے نیچے کے حصہ میں آیا تو حضرت بھائی جی ٹہل رہے تھے مجھے فوراً گلے لگا کر کتنا عرصہ تک میری پیشانی کو بوسہ دیتے رہے۔ اس واقعہ کو تقریباً نصف صدی کا عرصہ ہو رہا ہے۔ میرا خدا شاہد ہے اُن کی محبت کے تصور سے اب بھی روح میں ایک زندگی محسوس کرتا ہوں۔ نہ معلوم آپ پر کیا کیفیت طاری تھی کہ اس کی برکت سے مجھے آج تک کبھی کسی جگہ ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑے بڑے افسران حتیٰ کہ وزراء تک کو ملا ہوں اور ہمیشہ یہی دعا کرتے چلتا رہا ہوں کہ مولا نہ معلوم حضرت بھائی جی کے لبوں نے کتنی بار تیرے مقدس مسیح کے ہاتھ چومے ہونگے۔ پس اس مقدس مسیح کی برکت سے مجھے نامرادی سے محفوظ رکھنا ✤

میری والدہ کا انتقالِ پُر ملال

میری پیاری والدہ مہربان محترمہ اختر الاسلام صاحبہ زوجہ محترم سعید صاحب آف کلکتہ پر دل کا حملہ ہوا جس سے جانبر نہ ہو سکیں۔ ۱۲ ستمبر کو بعمر ۷۰ سال اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میری والدہ نہایت صابرہ شاکرہ صوم و صلوٰۃ و تہجد کی پابند تھیں اور مرکز سلسلہ سے جو بھی نمائندہ آتا ان کی خاطر و مدارات میں خوشی محسوس کرتی تھیں۔ خلافت سے فدائیت اُن کا طرۂ امتیاز تھا اور اپنی اولاد کو خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنے کی تلقین کرتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور ۱۹۷۷ء سے قبل قادیان کی فارغ التحصیل تھیں۔ کلکتہ کی لجنہ اماء اللہ کی ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۰ء تک صدر کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ جس پر حضرت مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ پاکستان کی طرف سے خوشنودی کی سند حاصل کی جو ہمارے خاندان کے لئے قابلِ صد افتخار ہے۔ سند کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

”محترمہ اختر الاسلام صاحبہ اہلیہ محمد سعید صاحب کلکتہ کو ان کی ۸۰-۱۹۷۵ء پانچ سالہ خدمات پر سندِ خوشنودی دی جاتی ہے لجنہ اماء اللہ ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور جزائے خیر دے اور ان کی نسل میں بھی یہ جذبہ قائم رہے گا آمین

مریم صدیقہ
۸۹-۱۰-۱۵ - صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

بہرکیف میری والدہ کے سانحہ ارتحال پر ہم خدا کے حضور ہی عرض کرتے ہیں کہ ہے بلانے والا ہے سب سے پیارا ✤ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

والدہ کی وفات پر احمدی و غیر احمدی کثیر تعداد میں نماز جنازہ میں شامل ہوئے جو مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام نے پڑھائی۔ اور موصوف شمس صاحب نے ہی قبر تیار ہونے پر اجتماعی دعا بھی کروائی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے شوہر کے علاوہ پانچ بیٹے ایک بیٹی اور پوتے پوتیاں، نواسے سوگوار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور میری والدہ کو غریق رحمت کرے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کا مقام عطا کرے۔ آمین

(سوگوار بیٹا۔ شہزادہ پرویز کلکتہ)

دعائے مغفرت

یکم ستمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے مکرم حیدر خان صاحب احمدی ساکن بھدرواہ تقریباً ۸۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم جماعت بھدرواہ کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے جو حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ مرحوم سبز پگڑی والے کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے مرحوم نہایت مخلص احمدی سلسلہ اور خلفاء کرام سے بے پناہ محبت کرنے والے تھے مرکز احمدیت قادیان سے ایک خاص تعلق تھا۔ سلسلہ کی تبلیغ کی خاطر غیروں سے اچھے تعلقات تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ بھدرواہ)

جماعتہائے احمدیہ علاقہ پونچھ کی ساتویں سالانہ کانفرنس کا انعقاد

★ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی شرکت و خطاب

★ علماء احمدیت اور دیگر مذاہب کے علماء کی تقاریر ★ معززین شہر کو عصرانہ ★ پریس کانفرنس ★ ریڈیو اور ٹی وی میں خبریں

رپورٹ :- عطاء اللہ ناصر مبلغ سلسلہ پونچھ

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ علاقہ پونچھ کی سالانہ کانفرنس پونچھ شہر میں یکم و ۲ ستمبر ۱۹۹۵ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی سینکڑوں احمدی احباب کے علاوہ کانفرنس کے ہر دو روز کے اجلاسات میں کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب اور غیر مسلم شہریوں نے بھی شرکت کی۔

قادیان دارالامان سے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور دیگر مبلغین کرام جن میں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، محترم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ بھی شامل تھے پونچھ کانفرنس میں تشریف لائے۔ ان کے علاوہ قادیان سے کئی اور احباب بھی تشریف لائے۔

جس وقت یہ قافلہ ڈاک بنگلہ پہنچا تو وہاں کھڑے احمدی و غیر احمدی احباب نے نعرۂ تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے پُرجوش انداز میں اس قافلے کا استقبال کیا۔ شام تک کئی افراد نے محترم صاحبزادہ صاحب سے ملاقات کی۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے شہر پونچھ میں جماعت احمدیہ کی وسیع سہ منزلہ مسجد ہے اور یہ شہر میں ایک اونچی جگہ پر موجود ہے۔ مسجد کی پہلی منزل میں دارالتبلیغ اور مہمانوں کے لئے چند کمرے بنے ہوئے ہیں اور اوپری حصہ میں ایک وسیع ہال ہے جس کو نماز پڑھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یہ مسجد تقسیم ہند سے قبل محترم عبد الکریم صاحب نے بنوائی تھی ابھی تعمیر کا کچھ کام باقی تھا کہ تقسیم ہند کا شور بلند ہوا جس میں یہ مخلص دوست شہید ہو گئے اور یہ مسجد غیر احمدیوں کے ہاتھ لگ گئی ۱۹۶۰ء میں محترم بابو محمد یوسف صاحب صدر جماعت احمدیہ جموں اور خاکسار کے مرحوم نانا جانی محترم محمد صدیق صاحب فانی سابق صدر جماعت احمدیہ پونچھ اور دیگر احمدی دوستوں کی کوشش سے یہ مسجد پھر جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی اس میں اس وقت کے چیف منسٹر بخشی غلام محمد صاحب کا بھرپور تعاون رہا۔

۳۱ اگست ۹۵ء کو خاکسار اور محترم اورنگ زیب راٹھور صاحب نے اس پوری مسجد کو اور اس کے مینار کو لائٹوں اور قمقموں سے روشن کیا۔

کانفرنس کے انتظامات کے تعلق سے قبل از وقت ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے صدر محترم اورنگ زیب صاحب راٹھور مقرر ہوئے چنانچہ تمام اراکین کمیٹی نے نہایت خلوص اور تندہی اور باہمی تعاون سے کانفرنس کے جملہ اُمور تسلی بخش سرانجام دیئے۔ اس سلسلہ میں صدر صاحب جماعت احمدیہ پونچھ اور دیگر صدر صاحبان ناظم انصار اللہ علاقائی، قائد علاقائی خدام الاحمدیہ اور دیگر خدام و انصار نے بھرپور تعاون دیا۔

علاقہ کی تمام آبادیوں پہاڑوں کے اوپر پہلو اور دامن میں بسی ہوئی درج ذیل جماعتوں کے احباب اس کانفرنس میں شریک ہوئے

چار کوٹ - کالابن - ڈہارکر - بڈھا نول - درہ دلیاں - شینددرہ گورسائی - سلواہ - پٹھانہ تیر - نوتاں بانڈی - بانڈی چیچیاں - بھدراہ سنگیوٹ - منکوٹ - چھونگاں - لوہر کوٹ - ازتال - ہوساں

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آج تک جتنی بھی کانفرنسیں ہوئیں تمام کی تمام مسجد احمدیہ پونچھ کے اندر ہی ہوتی رہیں۔ پہلی مرتبہ یہ کانفرنس کھلی گراؤنڈ میں ہوئی۔ احمدی احباب کے علاوہ سینکڑوں غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں نے بھی اس میں شرکت کی۔

کانفرنس کا پہلا اجلاس یکم ستمبر ۱۰ بجے صبح محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم نثار احمد صاحب ساجد معلم وقف جدید کی تلاوت سے اس جلسے کا آغاز ہوا بعدہٗ محترم صاحبزادہ صاحب نے اس کانفرنس کے بہتر نتائج برآمد ہونے اور اس کی کامیابی کے لئے دُعا کرائی بعد ازاں چھوٹے بچوں نے ترانہ بڑی خوش الحانی سے سنایا۔ محترم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور محترم صدر جلسہ کا تعارف اور کانفرنس کی غرض و غایت پر تقریر فرمائی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؏ کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا - پڑھ کر سنایا۔ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا۔ ہمارا یہ جلسہ خالصتہً رُوحانی اور دینی ہے جس کا سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں آپ نے توحید کی حقیقت اور سیرت النبی ؐ پر بھی روشنی ڈالی اس کے بعد جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور اس کی عظیم الشان اور عالمگیر سرگرمیوں کا بھی ذکر فرمایا آپ کی تقریر کے بعد جلسے کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ بعد طعام مہمانان نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے

ٹھیک دو بجے خطبہ جمعہ شروع ہوا۔ خطبے میں محترم صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ بعد دوپہر ساڑھے تین بجے پہلے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے اجلاس کی صدارت کی۔ مکرم محمد یعقوب صاحب معلم وقفِ جدید نے تلاوت کی۔ ماسٹر منور احمد صاحب تبسم نے منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بڑی خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار نے بعنوان "بانی سلسلہ احمدیہ نے عالم اسلام کو کیا دیا" کی دوسری تقریر محترم مہدی بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ نوشہرہ کوٹ راجوری نے "اسلام امنِ عالم کا ضامن ہے" کے عنوان پر کی۔ تیسری تقریر "ظہور امام مہدی علیہ السلام" کے عنوان پر محترم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نے بزبان پنجابی فرمائی۔ بعد ازاں صدر اجلاس محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی اور پہلے دن کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

۲ ستمبر بروز ہفتہ ٹھیک ½۹ بجے اس کانفرنس کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس (پیشوایانِ مذاہب) کے تحت زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان شروع ہوا۔ مکرم مولوی عبد الباسط صاحب صدر جماعت احمدیہ سلواہ کی تلاوت کلام پاک سے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ بعدہٗ خاکسار عطاء اللہ ناصر مبلغ سلسلہ پونچھ نے نعت ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

پڑھ کر سنائی۔ پہلی تقریر محترم مولوی محمد سلیم صاحب راجوروی نے بعنوان "مقام خاتم النبیین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں" کی۔ دوسری تقریر پنڈت راجیش کمار شرما نے بعنوان "سیرت کرشن جی مہاراج" کی۔ پنڈت صاحب موصوف کی تقریر کے بعد محترم سردار گورچرن سنگھ نے سیرت گورو بابا نانک ؒ کے موضوع پر تقریر کی۔ گیانی تنویر احمد خادم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیروں سے حُسن سلوک پر روشنی ڈالی۔ طاہر احمد صاحب آف کالابن نے نعت سنائی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ" کے عنوان پر محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے کی۔ آپ کی تقریر کے بعد واقفین نو بچوں نے ترانہ پیش کیا۔ محترم اورنگ زیب صاحب راٹھور صدر استقبالیہ کمیٹی نے تمام افراد اور حکام کا شکریہ ادا کیا۔

اسی دن شام ساڑھے چار بجے معززین شہر اور افسرانِ حکومت کو عصرانہ دیا گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جماعت کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ جماعت کو خدا نے یہ توفیق دی ہے کہ جماعت نے دنیا کی ۵۱ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کئے ہیں۔ آپ نے روس اور بوسنیا میں جماعت کی خدمت خلق کی مساعی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ شام

جمعہ کے بعد یہ کانفرنس ختم ہوئی۔
اس کانفرنس کی خبر ریڈیو کشمیر سرینگر اور دور درشن سرینگر سے نشر ہوئی اسی طرح اخبارات میں بھی خبریں شائع ہوئیں۔
اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے اور ہم سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق بخشے آمین؛

جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیاں

اخبار احمدیہ جرمنی اگست ۹۵ء کے مطابق شعبہ تبلیغ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال نمایاں کامیابی ملی ہے جماعت احمدیہ جرمنی کو پندرہ ہزار بیعتوں کے ٹارگٹ سے بڑھ کر بائیس ہزار بیعتیں عطا ہوئی ہیں۔ جماعت میں داخل ہونے والے یہ احباب البانین، بوسنین، بلغارین، ترک، عرب افریقن، مقدونین، بنگالی، پاکستانی اور بعض دوسری اقوام سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے البانیہ میں تبلیغی اور تربیتی وفود گاہے گاہے بھجوائے جاتے ہیں امسال ایک البانین دوست مکرم بٹ شالا اور مکرم شاہد جنجوعہ صاحب پر مشتمل ایک وفد البانیہ گیا تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار ہزار سے زائد افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی جبکہ دوران سال جماعت کے دیگر وفود کے ذریعہ البانیہ میں سات ہزار کے قریب افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب مربی سلسلہ اور مکرم شاہد احمد صاحب جنجوعہ نیشنل سیکرٹری جائیداد پر مشتمل جماعت احمدیہ جرمنی کے ایک اور وفد نے بلغاریہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورہ کے نتیجہ میں تین صد سے زائد افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی احمدی ہونے والے ان افراد میں بعض امام مساجد اور حفاظ کرام بھی شامل ہیں۔

SCHWETZINGEN کے مقام پر جماعت جرمنی نے دو تبلیغی سٹال لگائے اس موقعہ پہ ایک اخباری نمائندہ سے جرمن صاحب کا مختصر انٹرویو بھی ہوا جو اس نے جماعت احمدیہ کے تعارف کے طور پر اپنے اخبار میں شائع کیا۔

بوسنین البانین تربیتی کیمپ:۔ کولن اور سٹٹگارٹ ریجن میں بوسنین البانین احمدیوں کی تربیتی کلاسوں کا انعقاد کیا گیا کولن میں مولانا لئیق منیر صاحب نے برادر مدحت صاحب کے ساتھ تدریسی فرائض سرانجام دئے جبکہ سٹٹگارٹ ریجن میں مولانا حیدر علی ظفر صاحب نے برادر ابراہیم صاحب کے ساتھ مل کر تدریسی فرائض سرانجام دئے۔

سورو (اڑیسہ) میں تبلیغی جلسہ

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ سورو نے ۱۱ر اگست کو ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ منعقد کیا۔ سورو کا مشہور سرکاری رادھا ناتھ پنڈال پہلے سے پوری سجاوٹ کے ساتھ اس غرض کے لئے تیار کیا گیا تھا کہ صوبہ کے ایک وزیر کا دل آنے کا پروگرام تھا اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقامی انتظامیہ نے بڑی محبت و احترام کے ساتھ جماعت احمدیہ کو یہ پنڈال پیش کر دیا کہ جماعت اس میں اپنا جلسہ کرے۔

یہ جلسہ مکرم مولوی غلام مہدی صاحب ناصر ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ سورو کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن مجید قاری سجاد احمد صاحب نے کی۔ سب سے پہلے ایک ننھی بچی رضوانہ کوکب بنت مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نے اڑیہ زبان میں تقریر کی۔ پھر

ایک کالج کے پرنسپل صاحب راد ھے شیام پٹنائک نے اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کو اجاگر کرتے ہوئے اپنی تقریر کی پھر مکرم مولوی شمس الحق صاحب معلم وقف جدید کیندرا پاڑہ نے اڑیہ زبان میں تبلیغی تقریر کی۔ بعد ازاں مقامی ہر دلعزیز ایم ایل اے کارتک مہا پاتر نے جماعت احمدیہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج اسلام کی ہی پیش کردہ تعلیمات سے امن ممکن ہے۔ آپ کے بعد محترم مولانا حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام نے مفصل و ولولہ انگیز تقریر کی اور اسلام کی خصوصیات کو مختلف پہلوؤں سے پیش کیا۔ اس تقریر کے بعد ڈاکٹر جنبی دھرداس سنسکرت لیکچرار نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جو پیشوایان مذاہب کا احترام کرتے ہوئے جلسہ کرتی ہے اس میں ہمارا تعاون برابر رہے گا۔
آخر میں صدر اجلاس نے تمام مہمانان و سامعین اور معاونین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔ دور دور سے آنے والے مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام مقامی جماعت نے احسن طریق پر کیا فجزاھم اللہ تعالیٰ (نظارت دعوت و تبلیغ قادیان)

ولادت اور تبلیغی جلسہ

مکرم محمد عثمان صاحب جنگڑی نے اپنے بیٹے کے ہاں ولادت کی خوشی میں ایک تقریب دعوت رکھی جس میں اپنی جماعت کے علاوہ چالیس غیر احمدی اور پندرہ ہندو دوستوں کو مدعو کیا۔ اس موقع پر ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا جس میں مکرم امیر صاحب یادگیر اور خاکسار نے تبلیغی تقاریر کیں۔ (خاکسار: نذر الاسلام مبلغ یادگیر)

(مہاراشٹر)
عثمان آباد میں جلسہ پیشوایان مذاہب

۔۔۔ ۳ر ستمبر کو عثمان آباد میں مسجد بیت الغالب میں جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد عزیزم وسیم احمد نے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور عزیزم حمید احمد نے ہندو۔ سکھ۔ بدھ۔ جین مذاہب کی تعلیمات سے وحدانیت پیش کی۔ صدر جلسہ نے موجودہ حالات میں مذاہب کی گرتی ہوئی حالت اور اصل تعلیمات سے دوری کا ذکر کر کے اصل علاج پیش کیا۔ (صدر جماعت احمدیہ عثمان آباد)

درخواستہائے دعا

(۱)۔ خاکسارہ اس سال دسویں کا سالانہ امتحان دے رہی ہے اپنی نمایاں کامیابی اور والدین کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے
(زینب پروین بنت قریشی عبد الرؤف تماپور)

(۲)۔ مکرم فوزی احمد صاحب بھدرک کا دوسرا لڑکا عزیزم فرحان احمد جس کی عمر ۹ ماہ ہے اس کے پیشاب کے بلاڈر میں شگاف ہو جانے کے باعث پیٹ میں شگاف کر دیا ہے جس کے ذریعہ بچہ قطرہ قطرہ پیشاب کرتا ہے۔ ایک بار آپریشن ہو چکا ہے اور دوسری بار پھر آپریشن دہلی میں ہونے والا ہے۔ قارئین بدر سے بچے کی صحت و سلامتی اور شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۳۰/ روپے)
(وسیم احمد خورشید نمائندہ بدر بھدرک اڑیسہ)

(۳) مکرم سید قاسم صاحب جو گھر میں اکیلے احمدی ہیں ان دنوں بیمار ہیں۔ اعانت بدر ۱۰۰/- اور ۵۰۰/ روپے صدقہ فنڈ میں ادا کر کے دعا کی درخواست کرتے ہیں
(عبد الحمید احمدی ساگر۔ شموگہ)

دستورِ زبان بندی

اور اپنی بات کہنے کی کوشش

جب بھی کسی معاشرے میں زبردست اکثریت نے کسی اقلیت کو دبانے کیلئے دستورِ زبان بندی نافذ کیا ہے یا کسی جابر و مستبد حکمران نے اپنی رعایا کے بنیادی حقوق سلب کرنے کیلئے ظالمانہ پابندیاں عاید کی ہیں، عوام میں سے بالخصوص اہل الرائے لوگوں نے اپنی بات کہنے کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر ہی لی۔ ایسے ادوار میں جہاں شاعر حضرات نے رموز و علامات کا استعمال کیا وہاں لکھنے اور بولنے والوں نے جہاں اشارہ و کنایہ کا سہارا لیا وہاں روزمرہ کی بول چال میں الفاظ کو ذو معنین بنایا اور اپنے دُکھ کے اظہار کے علاوہ حکام وقت کو بھی نصیحت اور تنبیہ کرنے سے باز نہ رہے۔ اگر حکام کو "حماقت" جیسا غیر پارلیمانی لفظ قابل گرفت معلوم ہوا تو انہوں نے سادہ اوُن سے کام چلا لیا اور ظالم کو "پھانسی لگنے" کی بددعا دینے کے بجائے اسے "خدا تیرے بلند کرے" اور "تو اندھا ہو جائے" کی جگہ "خدا تیری آنکھیں ٹھنڈی کرے" جیسی دعائیں دیں۔ ایسے موقعوں پر عوام بھی سیانے ہو جاتے ہیں اور مردہ جانور کھانے والوں کو "حلال خور" اور لونڈی زادے کو "نجیب" کا نام دے کر کانٹوں سے دامن بچا جاتے ہیں جہاں ایک معروف کلمے پر اعتراض کا اندیشہ ہوا وہاں لغت سے اس کا متبادل لے آئے اور یہ بھی نہ ہو سکا تو عبارت میں (۔) خلا رکھ دیا کہ پڑھنے والے خود ہی خالی جگہوں کو پر کر لیں۔

پاکستان میں ضیائی (تاریک) دور میں جب عسکری ضابطوں کے تحت جماعت احمدیہ کا ناطقہ بند کرنا مقصود ہوا تو اس کیلئے جو خصوصی آرڈیننس جاری کیا گیا اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ احمدیوں کے لئے تشبہ بالمسلمین ایک قابل تعزیر جرم ہوگا۔ اس قانون کی بلاغت میں وہ وسعت تھی کہ احمدی کچھ کریں یا نہ کریں محض ان کے ماں باپ کے رکھے ہوئے ناموں ان کے لباس، شکل و صورت اور چلنے پھرنے کے انداز پر بھی گرفت ہو سکتی تھی۔ ڈاڑھی بڑھانا سنت نبوی (علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام) ہے اور ختنہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ کے عہد کی نشانی ہے۔ ان پر عمل سے بھی کسی دن احمدیوں کی پکڑ دھکڑ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس وقت ہمارا ارادہ ان قوانین کے مضمرات کا جائزہ یا ان کے امکانات کا احاطہ نہیں۔ آج کی نشست میں ہم اپنے قارئین کو اردو شعر و انشا اور صحافت پر ان قابل مذمت ضوابط کے اثرات کا کچھ نظارہ کروانا چاہتے ہیں۔ ۱۹۸۴ء کے بدنام زمانہ مارشل لاء آرڈیننس کے بعد احمدی اخبارات، جرائد اور کتب کا جس طرح گلا گھونٹا گیا اس سے، کم از کم احمدی ادب میں ایک نیا اسلوب رائج ہوا ہے اور ایک نئی لغات ترتیب پا رہی ہے۔ قرآن پاک کا کوئی مبارک کلمہ احمدی اخبارات و رسائل میں بعینہٖ درج نہیں ہو سکتا۔ مشاہیر اسلام کے القاب یا نقل نہیں ہو سکتے، اور تو اور لفظ "اسلام" چاہے ان نام نہاد مسلمانوں کے بارے میں ہی ہو، درج نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہم ربوہ سے شائع ہونے والے روزنامہ الفضل میں انہیں "ننگ اسلام" نہیں لکھ سکتے اور نہ ہی حالی اور اقبال کے وہ اشعار روایت کر سکتے ہیں جن میں ایسے الفاظ کے ساتھ ان کا نوحہ کہا گیا ہے۔ بیشتر احباب جماعت کو اس قلب ماہیت کا علم ہے ہی مگر احمدیوں کی آئندہ نسلوں کی آگاہی اور عبرت کیلئے ہم اس "لغات الجبر" کا کچھ نمونہ ذیل میں محفوظ کرتے ہیں تاکہ جہاں انہیں یہ علم ہو کہ ان کے سابقین کو کیا کیا اذیتیں دی گئیں وہاں انہیں اسفل سافلین کے معانی بھی معلوم ہوں کہ دشمن کس پستی تک جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ ان سب الفاظ یا تراکیب کے استعمال پر احمدیوں کے اخبار اور رسائل کے مدیران، ناشرین اور طابعین پر مقدمے قائم ہوئے ہیں۔ سزائیں صادر ہوئی ہیں اور تنبیہوں کا تو کچھ شمار ہی نہیں۔ ان "متروک" کلمات کے متبادل ہمارے اخبارات جو الفاظ لاتے ہیں وہ ان کے مدیران اور مضمون نگاروں کی جودتِ طبع پر دال ہیں اور یقیناً آنے والا زمانہ ان کی ادبی کاوشوں پر خراجِ تحسین پیش کریگا۔ فہرست ملاحظہ کرنے سے قبل یہ عمومی قاعدہ یاد رکھیں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت یا اس کا ایک حصہ عربی میں تحریر کرنے کے بجائے اگر اس کا ترجمہ دے دیا جائے تو ان اجارہ داروں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی یا اگر عبارت میں خلا (۔) رکھ دیا جائے تو عاقل کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہو جاتا ہے مگر ملا کی شکایت پر تھانے دار یہ ضرور پوچھتا ہے کہ یہاں کون سی دفعہ لگاؤں۔ یہ جدید لغت پوری تو نقل نہیں ہو سکتی تاہم اس کا کچھ حصہ بغیر کسی خاص ترتیب کے حاضر ہے۔ اسلام ۔ دین حق ۔ قرآن ... کلام الٰہی، کتاب اللہ۔ مسجد ... بیت الذکر ۔ نماز ... عبادت ۔ اذان ... بانگ ۔ مومن ... صاحب ایمان۔ ختنہ ... مسلمانی ... سنت ابراہیمی ۔ رمضان ... برکت والا مہینہ ۔ استغفار ... گناہوں کی معافی ۔ عشاء ... آخری نماز ۔ تراویح ... آخری نماز کے بعد کی عبادت ۔ مرحوم ... وفات یافتہ ۔ شہید ... خدا کی راہ میں قربان ۔ صحابی ... رفیق ۔ حاجی ... زائر حرمین ۔ مبلغ ... مربی صاحب ۔ ارشاد، داعی الی اللہ ۔ تبلیغ ... دعوت، پیغام حق ۔ بیعت ... عقد اطاعت ۔ مبائع ... نیاز مند ۔ خلیفۃ المسیح ... امام جماعت ۔ خلافت ... قدرت ثانیہ، امامت ۔ الہام ... خدائی خبر، پیغام ۔ بشارت ... خوشخبری ۔ پیشگوئی ... پہلے سے بتائی گئی بات ۔ ہجرت ... نقل مکانی ۔ احمدی بے گناہ قیدی ۔ اسیر راہ مولیٰ ۔ حضور ... حضرت صاحب ۔ حضرت مسیح موعود ... بانی سلسلہ احمدیہ ۔ مہدی ... ہدایت یافتہ ۔ آمین ۔ اے خدا تو ایسا ہی کر ۔ انشاء اللہ ... اللہ نے چاہا تو ۔ السلام علیکم ... سلامت باشید (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۹ جون)

TRANS WORLD TRAVELS AND COURRIER SERVICE OFFICE
قادیان میں پہلا اور واحد
ہندوستان میں کسی شہر کیلئے ریلوے ریزرویشن۔ قادیان سے دہلی کیلئے ڈیلکس بس کی بکنگ۔ ہوائی جہاز کی ریزرویشن اور ٹکٹ کی بکنگ۔ ہندوستان اور بیرون ممالک کیلئے کوریر سروس۔ پرائیویٹ کار اور ٹیکسی کی بکنگ۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں سپیشل انتظامات بسوں اور ریل گاڑیوں کی ریزرویشن۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ پتہ پر رابطہ قائم کریں۔
LAEEQ AHMAD ARIF TRANSWORLD
TRAVELS 4-RETICHHALA BEHIND
P.N.B QADIAN-143516 PUNJAB
Ph-0091-1872-20508 OFFICE
0091-1872-20442 RES

Star CHAPPALS
PH- 54305
WHOLLESELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-4 PIN 208001

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN- LEATHER-BELTS LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS-WALLETS ETC.
19A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA.-700081

PRIME AUTO PARTS
Ph- 26-3287
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48, PRINCEP STREET
CALCUTTA-700072

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

بقیہ اداریہ صفحہ ۲

جو کوئی اپنی ساس سے ہمبستر ہو اس پر لعنت سب جماعت کہے آمین ..... جو کوئی اس شریعت کی سب باتوں پر قائم نہ رہے کہ ان پر عمل کرے اس پر لعنت سب جماعت کہے آمین۔
(استثناء ۲۷-۲۱-۲۶)

پھر یرمیاہ میں لکھا ہے۔
" اور تو ان سے کہہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے۔ لعنت اس انسان پر جو اس عہد کی باتوں کو نہیں سنتا۔"

(یرمیاہ ۱۱-۳)

۵۔ اسی طرح استثنا باب ۱۱ آیت ۱ میں ہے۔
" سو تو خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ اور اس کی امانت کی اور حقوق اور شریعتوں اور احکام کی ہمیشہ محافظت کر۔"
پس آج کل کے عیسائیوں کے نزدیک شریعت لعنت ہے۔ اور عہد نامہ قدیم میں ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے جو شریعت کے احکام کو نہیں مانتے ایسی صورت میں اگر خروج ۲۰/۱۴ کا انکار کر کے چرچ آف انگلینڈ نے زنا کو گناہ نہیں قرار دیا تو چرچ نے دراصل "شریعت کی لعنت" سے اپنے آپ کو چھڑایا ہے اور ماہنامہ مسیحی دنیا کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

عبرانیوں میں لکھا ہے:
"پس اگلا قانون اس لئے کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھ گیا کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا۔ مگر ایک بہتر امید درمیان میں داخل ہوئی جس کے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں۔
(عبرانیوں ۷: ۱۸-۱۹)

گلیتون میں لکھا ہے۔
"یہ جان کر کہ آدمی نہ شریعت کے کاموں سے بلکہ یسوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز گنا جاتا ہے ہم بھی یسوع مسیح پر ایمان لائے تاکہ ہم مسیح پر ایمان لانے سے نہ کہ شریعت کے کاموں سے راستباز گنے جائیں۔ کیونکہ کوئی بشر شریعت کے کاموں سے راستباز نہ گنا جائے گا۔ (گلیتون: ۲-۱۶)

پھر لکھا:۔
وہ سب جو شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں کہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر کہ شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں قائم نہیں رہتا لعنتی ہے۔" (ایضاً ۳-۱۰)
پھر لکھا ہے:۔
"پس اس آزادی پر جس سے مسیح نے ہمیں آزاد کیا ہے تم قائم رہو اور (شریعت کی) غلامی کے جوئے میں دوبارہ نہ جتو۔ گلیتون ۵/۱)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائی عقیدہ اس بناء پر ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا نے ایک گناہ کیا تھا جس کی وجہ سے خدا نے ان کو جنت سے نکال دیا تھا اس لیے نسلاً بعد نسلٍ سب بنی آدم گناہ گار ہوئے اب خدا اگرچہ غفور یعنی بے شک گناہوں کا بخشنے والا ہے لیکن وہ عادل اور انصاف کرنے والا بھی ہے۔ اگر وہ اب اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دے تو یہ اس کی صفت عدل کے خلاف ہے چنانچہ اس نے یہ ترکیب نکالی کہ اپنا بیٹا پیدا کیا اور اس کو تمام گناہ گاروں کے گناہوں کے بدلہ میں صلیب پر چڑھا دیا اب جو شخص حضرت عیسیٰ کی اس صلیبی موت پر ایمان لائے گا اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخشے جائیں گے اس عیسائی عقیدہ کو کفارہ کا نام دیا جاتا ہے کفارہ کے اس عقیدہ کے متعلق ہم آئندہ گفتگو میں کسی قدر ذکر کریں گے۔

(باقی آئندہ)

(منیر احمد خادم)

ریاض احمد شہید

سلسلہ کے مشہور شاعر محترم عبدالمنان ناہید صاحب راولپنڈی کی یہ نظم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت اور خواہش پر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع ۹۵ کی اختتامی تقریب میں سنائی گئی۔ (ادارہ)

اے ریاض احمد اسیر راہ شہید عبداللطیف
تو نے منزل پائی جسم و جاں کی سوغاتوں کے بعد
یہ سعادت زور بازو سے تو مل سکتی نہ تھی
پا لیا تو نے اسے پیہم مناجاتوں کے بعد
وہ سحر جو تیرگی کو لوٹ کر آنے نہ دے
شاید آتی ہے وہ ساری عمر کی راتوں کے بعد
تو حریم حسن میں پل بھر میں جا پہنچا کہاں
کیا حجاب اٹھتے ہیں ایسی ہی ملاقاتوں کے بعد
خوں تو نادانوں نے کر ڈالا مگر سوچا بھی تھا
"خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد"

شاخ گو اک احمدیت کے شجر سے کٹ گئی
کونپلیں پھوٹیں گی اس شاخ بریدہ سے نئی
تیرے خوں کے قطرہ قطرہ کو ملے گی زندگی
خاک سرحد سے اٹھیں گے اب ریاض احمد کئی

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر
سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون ۶۲۹۴۴۲

साप्ताहिक 'बद्र'

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

क़ादियान [पंजाब]

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 21-28 सितम्बर, 5 अक्तूबर 1995 | अंक 40, 41, 42

पवित्र क़ुर्आन

ब्याज मत खाओ

हे मोमिनो ! तुम (अपने धन का) ब्याज मत खाओ, जो धन को अत्यधिक बढ़ाता है और अल्लाह के लिए संयम धारण करो ताकि तुम सफलता प्राप्त करो । और उस (नरक की) आग से डरो जो इन्कार करने वालों के लिए तैयार की गयी है । और अल्लाह और उसके रसूल की आज्ञा का पालन करो ताकि तुम पर दया की जाए ।" (आले-इम्रान, 131-133)

सूद

हदीस शरीफ

हज़रत इब्ने मसऊद रज़िअल्लाह अन्हो फर्माते है कि हज़रत मुहम्मद सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम ने सूद खाने वाले और सूद खिलाने वाले दोनों पर लअनत (धिक्कार की) ।

(मुस्लिम)

मलफ़ूज़ात

नमाज़ का महतव

हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद मसीह मोऊद फर्माते हैं । और एक अफसोसनाक बात पैदा हो गई है और वह यह है कि पहले ही मुसलमान नमाज़ की हक़ीक़त से अनभिज्ञ थे और इस पर ध्यान नहीं देते थे और इस कारण से बहुत से फिरके (समप्रदाय) ऐसे पैदा हो गए जिन्होंने नमाज की पाबन्दीयों को हटा कर इसकी जगह कुछ वज़ीफे और विरद मंत्र बना दिये । कोई नौशाही है कोई चिश्ती कोई कुछ है कोई कुछ थे लोग अन्तरिक तौर पर इस्लाम तथा ख़ुदा के हुक्मों पर हमला करते हैं तथा शारियत की पाबंन्दी को तोड़ कर एक नई शारियत बनाते हैं याद रखो कि हमें और हर एक सच्चाई के खोज करने वाले को नमाज़ जैसी ख़ुदा की ओर से वर्दान के होते हुए किसी और तरीके की ज़रूरत नहीं है आंहज़रत सल्लाहो अलैहिवसल्लम जब किसी को पुश्किल या पीड़ा में देखते तो तुरन्त नमाज़ में खड़े हो जाते थे तथा हमारा अपना तथा सब सच्चे व्यक्तियो का जो हमसे पूर्व हुए हैं इन सब का तजुरबा है कि नमाज़ से बढ़ कर ख़ुदा की ओर ले जाने वाली कोई चीज नहीं हैं

(मलफूज़ात जिल्द नौ सफ़ा 110)

सामूहिक सिविल कोड की पुकार

और

हक़ीकत पसन्दाना जायज़ा

पिछले दिनों समाचार पत्रों और पत्रिकाओं में यह खबरें पढ़ने को मिली कि सुप्रीम कोर्ट ने कुछ हिन्दुओं के इस्लाम धर्म कबूल करने के बाद उनके दूसरे विवाह को अवैध घोषित करके उन्हे एक मुसलमान के तौर पर कबूल न करते हुए यह फैसला दिया है कि उन लोगों ने दूसरी शादी की लालच में इस्लाम धर्म कुबूल किया है । इसलिए मुस्लिम परसनल ला (कानून) के अन्तर्गत उनके साथ व्यवहार नहीं किया जा सकता । इस फैसला के साथ ही सुप्रीम कोर्ट ने सरकार को एक बार फिर यह ध्यान दिलाया था कि वह सविधान की धारा 44 के अन्तर्गत सामूहिक सिविल कोड के लिए रास्ते को साफ करे ताकि भविष्य में इस तरह के धर्म परिवर्तन को रोका जा सके । इस सबंध में जजों की तरफ से जो कहा गया है । उसको कुछ धर्म निरपेक्ष प्रवृत्ति के लोगों ने अच्छा नहीं समझा है जज साहिब ने लिखा है कि .....

"जिन लोगों ने देश के विभाजन के बाद भारत में रहना पसन्द किया है । वह अच्छी तरह से जानते थे कि भारतीय रहनुमा दो कौमों या तीन कौमो के मतभेद पर विश्वास नहीं रखते थे । वह सब जानते थे कि गणतन्त्र भारत में सिर्फ एक ही क़ौम है । और वह हिन्दुस्तानी कौम है । इसलिए किसी भी सम्प्रदाय को धर्म के अनुसार अलग पहचान का दावा नहीं करना चाहिए ।" सुप्रसिद्ध पत्रकार कुलदीप नय्यर जजों के इस कथित बयान को अफसोस नाक लिखते हैं ।

(कुलदीप नय्यर की डायरी प्रेस कौमी अख़बारात 31-5-95)

दूसरी ओर यह भी सूचना है कि अभी निकट में मुसलमान होने वाले हिन्दुओं को इस फैसला के बाद द्वारा आर्य समाज मन्दिर में ले जाकर फिर से शुद्ध किया गया है । इस वास्तविक्ता से इन्कार नहीं किया जा सकता कि जब से हमारा कानून बना है उसी समय से सरकार को ये जिम्मेदारी सौपी गयी है कि वह भविष्य में सामूहिक सिविल कोड को अपनाने की तरफ अपने क़दमों को बढ़ाये । लेकिन गत वर्षों से सामूहिक सिविल कोड के सबन्ध में हमारे सविधान में क्या अमल हो रहा है ? और कौन सा तरीका अपनाया जा रहा है ? आज हम इस पर कुछ प्रकाश डालेगे ।

इस में कोई संदेह नहीं कि मुस्लिम परसनल ला और हिन्दू ला देश विभाजन के पूर्व से ही लागू हैं लेकिन इन दोनों में शादी विवाह पालन-पोषण तलाक और पैतृक सम्मपत्ति Succession पर अधिकार के सबन्ध में अलग-अलग अंकित हैं । मुस्लिम परसनल ला के अन्तर्गत सिर्फ मुसलमान ही आते हैं । जबकि हिन्दू ला के अन्तर्गत हिन्दुओ के अलावा बौद्ध जैन और सिक्ख भी सम्मिलित है ।

हिन्दु ला जिस में समय के साथ-साथ परिवर्तन भी होता रहा है वह कई रंग बदलने के बाद आज हमारे सामने★ निम्नलिखित दशा में मौजूद है ।

1 हिन्दू विवाह अधिनियम 1955 ई०
2 हिन्दू पैतृक सम्मपत्ति अधिकार अधिनियम 1956 ई०
3 हिन्दू कफ़ालत (गोद लेना) अधिनियम 1956 ई०
4 हिन्दू नान नफ्का (पालन पोषण) अधिनियम 1956 ई०

उपर्युक्त कानूनों में से बहुत सी धारायें ऐसी है । जो समय परिवर्तन के साथ-साथ इस्लामी कानून से ली गयी हैं । उदाहरण के तौर पर हम हिन्दु विवाह अधिनियम 1955 ई०को सामने रख कर ऐतिहासिक आंकलन करते हैं । कि ये हिन्दू कानून अधि-नियम किस तरह चढ़ाव-उतार से गुजर कर आज अपनी मौजूदा मंज़िल पर हमारे सामने खड़ा है ।

(शेष पृष्ट 2 पर)

(गद्यांश से आगे)

हिन्दुओं के पवित्र ग्रन्थों के अनुसार हिन्दू विवाह Sacrament अर्थात जन्म-जमान्तर का एक अटूट वन्धन है। जो मरने के वाद दूसरे जन्म में भी पति पत्नी से जुड़ा रहता है ये ऐसा वन्धन है जिसमें दो इन्सानों को उनकी इच्छा के बगैर बचपन से ही धार्मिक और परिवार के बड़े लोगों के द्वारा बाँधा जा सकता है और फिर ये वन्धन ऐसा अटूट है कि ये जोड़ा न सिर्फ इस दुनियां में इकट्ठे रहता है वल्कि दूसरे जन्म में भी दोनों को एक ही साथ रहना पड़ेगा। इसी लिए लड़की की शादी को कन्या दान का नाम भी दिया जाता है और इस तरह लड़की को दान के तोर पर दूसरों को दिया जाता हे जिस तरह दान में दी हुई चीज़ वापस नहीं ली जाती इसी तरह लड़की का वापस लौटना भी अभागपन (मनहूस) समझा जाता है।

लेकिन इसके विपरीत मुस्लिम शादी दो पक्षों का एक (Contract) संधि है जिसमें दोनों पक्ष लड़के और लड़की की रज़ामन्दी से ये समझौता कुछ शर्तो के साथ तय करते हैं और जब ये शर्तें टूट जाती हैं तो साथ ही (Contract) भी खत्म हो जाता है और लड़की फिर दुबारा अपने माता पिता भाई वहनों या दूसरे रिश्तेदारों की तरफ लौट जाती है।

अब हम इसका आंकलन करते है कि क्या हिन्दू विवाह अब भी वास्तविक Sacrament है या धीरे-धीरे ये मुस्लिम कानून के अनुसार दो पक्षों को संधि की शक्ल धारण कर गया है। चूकि वर्तमान हिन्दू मैरिज एक्ट की धारा 5 कलाज 2 जाहिर करते हैं कि-

★ विवाह के समय लड़का और लड़की दिमागी तौर पर वालिग और तन्दुरुस्त हों इस धारा की क्लाज (ii) दर्शाती है कि-

★ विवाह के समय दुल्हा की उम्र 21 साल और दुल्हन की उम्र 18 साल हो दिमागी हालत की तन्दरुस्ती और वयस्कता की आयु का निर्धारित करना हकीकत में इस वात की तरफ इशारा करता है कि शादी तब तक तय नहीं हो सकती जब तक लड़का या लड़की वयस्कता की उम्र को पहुंच कर अपनी रज़ामन्दी को व्यक्त न कर दे। इससे हिन्दू विवाह का वह पुराना नियम पूरे तौर पर टूटकर मुस्लिम ला की शरण लेता हुआ प्रतीत होता है। हिन्दू धर्म में वाल-विवाह स्वीकार किया गया है। इस तरह Sacrament की इस दीवार में हमें ऐसी दरार दिखाई देती है जिसके दूसरी तरफ मुस्लिम शादी कानून (Contract) की सूरत झलकती हुई प्रतीत होती है। यहां पहुंच कर हम देखते है कि इस्लामी कानून ने जो आज से चौदह सौ साल पहले ईश्वर की तरफ से भविष्यवाणित हुआ था हिन्दू शादी कानून में निम्नलिखित सुधार किये हें -

1 शादी हमेशा हमेशा का वन्धन हरगिज़ नहीं।

2 शादी एक Contract है जो -

A दो पक्षों की रजामन्दी से तय होता है।

B उस समय तय होता है जब लड़का और लड़की शारीरिक तौर पर वयस्क हों और अपनी इच्छा व्यक्त कर सके-

C जबकि वह वयस्कता की आयु की पहुंच कर परिपक्वता के मालिक हो जाये -

अब ये वताया जाय कि विवाह से सवंधित ये सुनहरे नियम हिन्दु ला ने इस्लाम से नहीं लिए तो कहां से लिये है ?

इसके अलावा हिन्दू विवाह नियम Sacrament जिस में बौद्ध जैनी और सिक्ख भी सम्मिलित हैं उस समय भी नामुकम्मल सबित हुआ जब 1955 ई० में हिन्दू मैरिज एक्ट की धारा के अन्तर्गत तलाक के नियम को क़बूल किया गया था। और फिर धारा 15 के अनुसार तलाक के वाद दोनों पक्षों को दुवारा शादी की आज्ञा दी गयी। तलाक के नियम को अपना कर हिन्दू धर्म का यह अकीदा कि विवाह एक ऐसा अटूट बन्धन है जो दूसरे जन्म में भी जारी रहता है एक कच्चे धागे की तरह टूट गया! अब वताया जाये कि 1956 ई० में तलाक का ये कानून इस्लामी संविधान से नहीं लिया गया तो कहां से लिया गया है ?

इसी तरह हिन्दू मैरिज एक्ट में जब विधवा की शादी के नियम को अपनाया गया तो फिर उस विधवा का जो नयी शादी करती है अपने पूर्व प्रति से संबध टूट गया। जिसके साथ वह कभी इसलिए सती हो जाया करती थी कि उसे उसके मरे हुए पति के साथ ही दूसरा जन्म मिल जायेगा। इसलिए विधवा की शादी का कानून बनाने से हिन्दू शादी का ये पुराना अकीदा तार तार हो गया कि तलाक या विधवा की शादी को मंजूर नहीं किया जाना चाहिए। क्योंकि उनका विश्वास हैं कि जो पति पत्नी इस दुनिया में इकटठे रहते है वह अगले जन्म मे भी इकटठे रहेंगे। अगर ऐसा है तो फिर इस नये हिन्दू "ला" के अनुसार उसे मरने के बाद परलोक में दो या दो से अधिक पतियों के साथ इकट्ठे ही जिन्दगी गुजारनी पड़ेगी

तलाक और विधवा की शादी के इस कानून में हम देखते हैं कि इस्लाम ने हिन्दू शादी कानून में निम्नलिखित सुधार किये है

1. शादी को लोक परलोक में हमेशा हमेशा का वन्धन मानने से औरत को अपने मृतक पति के साथ जिन्दा आग में जलना पड़ता था। लेकिन मुस्लिम कानून ने औरत को जिन्दा जलने से बचा लिया।

2 तलाक के कानून के द्वारा औरत को इज्जत के साथ जीने की सहूलत दी।

3 औरत की हृदय विभोर इच्छाओं का सम्मान करते हुए उसे अपनी इच्छा का पति चुनने की आज्ञा दी।

4 विधवा हो जाने के बाद वह अभागिन (मनहूस) नही समझी जाती बल्कि वह दुवारा शादी करके अपनी और अपने बच्चों की रक्षा का प्रवन्ध कर सकती है।

हिन्दू मैरिज एक्ट के अलावा हिन्दू अधिनियम पर इस्लामी सविधान के बहुत से एहसान हैं जिनका हम भविष्य में वर्णन करेगे। और वतायेंगे कि अगर कभी हिन्दुस्तान में सामूहिक सिबिल कोड लागू किया गया। तो उससे कौन से ऐसे कानून मुराद हो सकते है। जो मानवीय प्राकृति को अपील करते है।

शेष फिर (मुनीर अहमद ख़ादिस)

बब्बल प्रिंटिंग प्रैस कादियाँ फोन 20121

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी